محبوب سبحانی



ائندہ:

آر ایم احمد اینڈ برادرس

پبلشرز و بکسیلرس شاہی بازار حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

این کتاب مستطاب

مسمی بہ

محبوب سبحانی

در تذکرہ غوث صمدانی قطب ربانی سید شیخ

عبدالقادر جیلانی قدس سرہ

زیر سرپرستی

نقیب زادہ پیر سید محمد طاہر علاؤالدین ابن المرحوم نقیب الاشراف سید شیخ محمود حسام الدین

قادری گیلانی باب الشیخ بغداد شریف عراق مرتب شد

آر۔ ایچ احمد اینڈ برادرس تاجران کتب شاہی بازار حیدرآباد

(محبوب پریس حیدرآباد)

اِیں نسب حضرتِ غوث الثقلین است !
نقدِ کرم حیدر و نسلِ حسین است

مادرش حسینی نسب است و پدر او !
ز اولادِ حسن یعنی کریم الابوین است

بادشاہِ ہر دو عالم شاہ عبدالقادر است
سرورِ اولادِ آدم شاہ عبدالقادر است

آفتاب و ماہتاب عرش و کرسی لوح قلم
نورِ قلب از نورِ اعظم شاہ عبدالقادر است

فَکَمْ مِنْ مُنْکِرٍ مِنِّی بِکَیْبٍ — فَاَصْبَحَ وَالطَّرِیْقَۃُ مُرْتَضَاہُ
وَکَمْ مِنْ جَاھِلٍ اَبْدٰی عِتَابًا — فَلَمَّا ذَاقَ مَاذُقْنَا اشْتَھَاہُ
وَکَمْ مِنْ زَائِدٍ لِصَفَاءِ قَلْبٍ — وَاِخْلَاصٍ مُنْحَنَاہُ مُنَاہُ

مقدمہ

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی اولاد کا یہ طریق کار رہا ہے کہ ممالک اسلامیہ میں طریقہ قادریہ جو شریعت اسلامیہ کے عین مطابق ہے ، پھیل جاتے اور اپنی زندگیاں اس اس مقدس مقصد کے لئے تبلیغ کی غرض سے دور دور تک وقف کر دیتے ۔ السید الشیخ نقیب زادہ پیر سید محمد طاہر علاؤ الدین الگیلانی کا جب پاکستان میں ورود ہوا ، تو آپنے یہاں قیام کے دوران محسوس فرمایا کہ اگرچہ حضور غوث پاک کی مناقب میں کتب عربی فارسی ، پشتو اور اردو بکثرت موجود ہیں ۔ تاہم اس زمانہ میں ان ضخیم کتابوں کے پڑھنے کی یا تو عام لوگوں میں استعداد نہیں ہے یا اور مصروفیتوں کی کثرت کے باعث ان کے مطالعہ کی انہیں فرصت نہیں ۔ تاہم آپ نے وقتاً فوقتاً مریدان اور محبان کے استفسار کے باعث یہ محسوس کیا کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی آپ کے طریقہ کی خصوصیات اور تعلیمات کو بیش از بیش عام کرنے کی ضرورت ہے ۔
اور اس کے لئے ایسا طریق کار اختیار کیا جائے کہ جس سے منشا بھی پورا ہو سکے اور پڑھنے والے کے اوقات بھی اس کے متحمل ہو سکیں ۔ چنانچہ آپ نے اس مقصد کے لئے اپنی زیر سرپرستی ایک کمیٹی مشتمل بر خوشی محمد ، خلیفہ گل محمد خاں اور خلیفہ عزیز احمد صاحب مقرر فرمائی ۔ جو اس کام کی تمام تر ذمہ داری اپنی نگرانی میں کرے ۔ آپ کے مریدوں کے

حلقہ میں چونکہ انگریزی پڑھے لکھے حضرات کی بھی کثرت ہے اور بعض ایسے ممالک بھی ہیں، جیسے افریقہ، لنکا وغیرہ جہاں آپ کے مریدین اپنے ممالک کی زبان کے علاوہ انگریزی زبان میں ہی اظہارِ خیال کر سکتے ہیں۔ اس لئے سب سے پہلے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی سیرت مقدسہ کو انگریزی زبان میں ہی اظہارِ خیال کر سکتے ہیں۔ اس لئے سب سے پہلے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی سیرتِ پاک کو انگریزی زبان میں مجمل طور پر تیار کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ چنانچہ یہ کتابچہ خلیفہ گل محمد خاں صاحب کی سعی سے تیار ہو کر منظرِ عام پر آ چکا ہے۔ زیرِ نظر کتاب حضور غوث پاک کے حالاتِ زندگی کو مختصراً اردو زبان میں پیش کرتی ہے اور سلسلہ مذکورہ کی دوسری کڑی ہے جس کو حسبِ خواہش قبلہ پیر صاحب خلیفہ گل محمد خاں قادریہ کوئٹہ اور خلیفہ حکیم عزیز احمد القادری لائل پوری نے مل کر ترتیب دیا ہے۔ اس سلسلہ کے دوسرے رسائل جن میں سلوک قادریہ کی تفصیلات اور حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ملفوظات مندرج ہوں گے، ان شاء اللہ اس کے بعد جاری کئے جائیں گے۔

مرتبین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمِمَّا يُنْسَبُ لِحَضْرَتِهِ وَيُعْرِبُ عَنْ عُلُوِّ رِفْعَةِ مَنْزِلَتِهِ وَتَحَدَّثَهُ بِمَا أَنْعَمَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ هٰذِهِ الْأَبْيَاتُ۔

فما في المناهل منهل مستعذب　　إلا ولي فيه الألذ الأطيب

دنیا میں عشق میں کوئی ایسی نہر نہیں ہے جو کہ میری نہرِ عشق سے زیادہ لذیذ و شیریں ہو

ولا في الوصال مكانة مخصوصة　　إلا ومنزلتي أعز وأقرب

اور نہ مکان وصال میں کوئی خاص مقام ہے جو میرے مقام وصال سے زیادہ ذی عزت و قریب ہو

وهبت لي الأيام رونق صفوها　　فحلت مناهلها وطاب المشرب

مجھے زمانہ نے اس کی رونق اور صفائی کا موقعہ دیا ہے جس سے وہی عشق کے پانی نہایت خوشگوار ہو گئے

وغدوت مخطوبا لكل كريمة　　لا يهتدي فيها اللبيب فيخطب

اور میں نے ہر سخاوت کے ساتھ خطاب پایا کہ جس کی طرف خطاب پانے کی راہ بڑے عقلاء کو بھی نہ ملی

أنا من رجال لا يخاف جليسهم　　ريب الزمان ولا يرى ما يرهب

میں ان لوگوں میں سے ہوں کہ جن کے ندیموں کو کوئی خوف نہیں ہے۔ زمانہ خوفزدہ ہو رہا ہے خبر نہیں کیوں

قوم لهم في كل مجد رتبة　　علوية وبكل جيش موكب

میں ان لوگوں میں سے ہوں کہ جنہیں ہر فضیلت میں ان کا رتبہ عالی اور ہر ایک لشکر میں ان کا گروہ ہے

أنا بلبل الأفراح أملأ دوحها　　طربا وفي العلياء باز أشهب

میں خوشنودی کا بلبل ہوں جب کہ اس کے ہرے بھرے درختوں پر بیٹھتا ہوں۔ اس وقت خوشی سے پھولا نہیں سماتا۔ اور بلندی کے مقام پر میں باز اشہب ہوں۔

اصبحت لا املاً ولا اُمنیۃً ارجو ولا موعودۃ اترقب

وہ میں ہوں کہ مجھے کسی آرزو، امید، تمنا اور وعدہ کی تکمیل کے لئے منتظر نہیں رہنا پڑا

اضحت جیوش الحب تحت مشیتی طوعاً ومہما رمتہ لا یعزب

ملک محبت کے تمام لشکر میرے قبضۂ تصرف میں مطیع ہوگیا ہے جہاں اس کو ڈال دو وہ وہاں سے نہیں ہل سکتا

مازلت ارتع فی میادین الرضا حتی وھبت مکانۃ لا توھب

میں ہمیشہ میدان رضا میں دوڑ رہا ہوں یہاں تک کہ مجھے وہ مقام دیا گیا ہے جو اوروں کو نہیں دیا جاتا

اَضحی الزمان کحلۃ مرقومۃ تزھو ونحن لھا طراز المذھب

زندگی کی مثال گویا ایک خلعت مرصع کی ہے جو کہ نہایت ہی خوش نما ہو اور ہم گویا اس کے طلائی نقش و نگار ہیں۔

افلت شموس الاولین وشمسنا ابداً علی فلک العلا لا تغرب

متقدمین کے سورج غروب ہو گئے۔ مگر ہمارا سورج ہمیشہ بلندی اور عظمت کے آسمان پر جلوہ ریز رہتا ہے اور کبھی غروب نہیں ہوتا۔

السید الشیخ حضرت غوث الاعظم عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ
کا سلسلہ نسب شریف والد بزرگوار کی طرف سے

شیخ الاسلام تاج العارفین محی الدین ابو محمد السید الشیخ عبد القادر گیلانی ابن ابی صالح موسیٰ جنگی دوست بن عبد اللہ الجیلی بن یحییٰ الزاہد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبد اللہ بن موسیٰ الجون بن عبد اللہ المحض بن الحسن مثنیٰ بن الامام الحسن بن الامام علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ الہاشمی القرشی العلوی الحسنی۔

حضرت کا سلسلۂ نسب مادری

آپ کی والدہ مکرمہ کی کنیت ام الخیر اور لقب ام الجبار اور نام فاطمہ بنت عبد اللہ صومعی بن ابی جمال بن محمد بن محمود بن طاہر بن ابی عطا بن عبد اللہ بن ابی کمال بن عیسیٰ بن علاؤالدین بن محمد بن علی بن موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسینؓ بن امام امیر المومنین علی کرم اللہ وجہٗ اس نسبی سلسلہ سے صاف اور واضح طور پر یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ آپ والد بزرگوار کے سلسلہ سے حسنی اور والدہ ماجدہ کے سلسلہ سے حسینی ہیں۔

شجرہ پیشوائی السید الشیخ قطب العارفین مرشد السالکین محبوب سبحانی غوث صمدانی سید عبد القادر جیلانی کے مرشد ابو سعید مبارک مخزومی آپ کے مرشد ابو الحسن ہنکاری، آپ کے مرشد ابو الفرح طرطوسی، آپ کے مرشد عبد الواحد تمیمی۔ آپ کے مرشد ابوبکر شبلی۔ آپ کے مرشد ابو القاسم جنید بغدادی۔ آپ

مرشد سری سقطی۔ آپ کے مرشد معروف کرخی، آپ کے مرشد سید ابی الحسن علی ابن موسیٰ رضا آپ کے مرشد و والد سید موسیٰ کاظم۔ آپ کے مرشد و والد سید موسیٰ کاظم۔ آپ کے مرشد و والد سید جعفر صادق۔ آپ کے مرشد و والد سید محمد باقر۔ آپ کے مرشد و والد سید زین العابدین۔ آپ کے مرشد و والد امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ۔ آپ کے مرشد و والد امام امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب اور آپ کے پیشوا حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ نیز ایک اور سند کے مطابق حضرت معروف کرخی کے مرشد حضرت داؤد طائی آپ کے مرشد حبیب عجمی۔ آپ کے مرشد خواجہ حسن بصری، آپ کے مرشد و پیشوا حضرت علی کرم اللہ وجہٗ آپ کے مرشد و پیشوا حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

مشائخ عظام کا ذکر شروع ہوتے ہی انسانی ذہن جس مقدس ہستی کی طرف فوراً متوجہ ہوتا ہے۔ وہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہٗ کی ذات بابرکات ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی اپنی کتاب ھمعات میں، جس کا ترجمہ "تصوف کی حقیقت" کے نام سے سندھ ساگر اکاڈمی لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں جس شخص نے سب سے پہلے جذب کا دروازہ کھولا۔ اور اس راہ پر گامزن ہوا۔ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صوفیائے کرام کے تمام سلسلے ان کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ لہٰذا حضرت علی کرم اللہ وجہٗ امت کے پہلے مجذوب ہیں۔ حضرت علی کے بعد اولیائے کرام کا سلسلہ گو چلتا رہا ہے۔ لیکن ان سب سے قوی الاثر بزرگ جنہوں نے راہِ جذب کو باحسن طریقے طے کرکے نسبت اویسی کی اصل کی طرف رجوع کیا اور اس میں نہایت کامیابی سے قدم رکھا وہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی ہے۔ اسی بنا پر آپ کے متعلق کہا گیا ہے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہٗ

قبر میں زندوں کی طرح تصرف کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے امت مصطفوی علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والسلام کے ہر زمانہ میں بالعموم اور آج کل بالخصوص ان دونوں بزرگوں یعنی سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہٗ اور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر کوئی بزرگ خرقِ عادات اور کرامات میں مشہور نہیں۔ اس کا موجب یہ ہے کہ سالک جب عالمِ غیب کی توجہ کو اپنی طرف مبذول پاتا ہے تو وہ اس کو ان بزرگوں میں سے کسی کی صورت میں متشکل دیکھتا ہے۔ چنانچہ جب سالک کی کسی خاص روح سے مناسبت حاصل ہو جائے اور وہاں سے اسے فیض پہنچے۔ تو اس واقعہ کی غالباً اصل حقیقت یہ ہوگی کہ اسے یہ فیض یا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے حاصل ہوا۔ یا امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کی طرف سے یا اسے یہ فیض حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ کی طرف سے ملا۔

نسبتِ اویسی

ارباب تصوف کے یہاں ان نسبتوں میں سے جو معتبر ہیں ایک نسبت اویسیہ ہے۔ اس نسبت کی تفصیل یہ ہے کہ انسان میں ایک نفس ناطقہ ہے۔ جو بمنزلہ ایک آئینہ کے ہے جس میں انسانی کیفیت کا عکس پڑتا ہے۔ چنانچہ نسبت اویسیہ رکھنے والے شخص کے دل پر ذات الٰہی کی تجلی ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے اس کا دل منور ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ اس نسبت کی وساطت سے چنانچہ وہ اس نسبت کی وساطت سے سب کا محبوب و مقصود بن جاتا ہے۔ اور اپنی اس شان محبوبیت کی وجہ سے اس پر تجلیاتِ الٰہی میں سے ایک ایسی تجلی کا فیضان ہوتا ہے جو جامع ہوتی ہے۔ قدرتِ الٰہی کے ان کمالات کی جو اس کائنات میں مصروفِ عمل ہیں۔ چنانچہ اس تجلی کے طفیل اس نسبت کے رکھنے والے ہستی سے بے انتہا خیر و برکت کا صدور ایک طے شدہ امر ہے اور یہ اس ہستی کے ارادے کے بغیر بھی معرض وجود میں آتا جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے فخر اور بڑائی کے جو بلند آہنگ کلمات نکلے اور آپ کی ذات گرامی سے تسخیر عالم کے جو واقعات رونما ہوئے۔ یہ سب کچھ آپ کی اسی نسبت کا نتیجہ تھے۔

تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں جب آپکی ولادت ہوئی۔ معاشرہ حالات اور کوائف اور آئندہ رجحانات کچھ اس قسم کے تھے کہ مذہب اخلاق، راستی، ہمدردی و دیگر صفاتِ انسانی دن بدن معدوم ہو رہی تھیں۔ چنانچہ مخلوق الٰہی کو خالق حقیقی کی وحدت کاملہ کی تلقین کرنے اور متکبر، مغرور اور نفس پرست انسانوں کے دلوں سے زنگ کی آلائشوں کو دور کر کے جوہر انسانیت کو دوبارہ زندہ کرنے کی خدمت جس فرد کامل کو تفویض ہوئی وہ سیدنا غوث الاعظم ابو محمد عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی ذاتِ گرامی تھی۔

آپکے والدِ محترم کی صالحیت اور ان کی شادی

حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہٗ کے والد السید حضرت ابو صالح جنگی دوست کی شادی سیدہ ام الخیر فاطمہ بنت عبداللہ صومعی سے ہوئی۔ حضرت ابو صالح ایک رات دریا کے کنارے بیٹھے یادِ الٰہی میں مصروف تھے۔ آنکھ جو اٹھائی تو دیکھا کہ ایک سیب پانی میں بہتا ہوا آرہا ہے۔ آپ نے اس کو پکڑ کر کھا لیا جس کے فوراً بعد خیال آیا کہ یہ سیب میں نے بلا ادائے قیمت کھا لیا ہے۔ اس کا کھانا میرے لئے جائز نہ تھا لہٰذا اس کی قیمت ضرور ادا کرنی چاہیئے۔ اس کا مالک کون ہوگا۔ یہ سب خیالات آپ کے دل میں آنے لگے۔

صبح ہوتے ہی آپ دریا کے کنارے پر آئے اور جس طرف سے سیب بہتا

بہتا ہوا آیا تھا۔ اسی طرف کنارے کنارے چل پڑے۔ کئی دن کے سفر کے بعد ایک ایسے مقام پر پہنچے۔ جہاں سیب کے درختوں کا باغ تھا اور ایک درخت سیب کی شاخیں بھی دریا پر جھکی ہوئی تھیں۔ جہاں سے کبھی کوئی پکا ہوا سیب دریا میں گر جاتا۔ آپ نے اس باغ کو دیکھا تو خیال فرمایا کہ یہ وہی باغ ہے جس کا سیب میں نے کھایا تھا۔ اور اس کے مالک کو اس کی قیمت ادا کرنی ہے۔ آپ باغ کے اندر تشریف لے گئے اور باغ کے مالک تک تمام قصہ پہنچایا۔ جب مالک نے یہ قصہ سنا تو حضرت ابو صالح نے کہا سیب کی قیمت تو بہت ہے آپ کیا لائے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ سیب کی قیمت کے برابر خدمات دے سکتا ہوں۔ اس پر مالک نے ایک سال باغ کی خدمت مقرر کی۔ جب ایک سال گزر گیا تو مالک نے پھر خدمت کی مدت بڑھا دی اور اجازت آپکو نہ دی۔ اس طرح چند سال آپ نے ان کی خدمت کی۔ جس کے بعد مالک نے اجازت دیدی۔ اور حضرت ابو صالح سے کہا کہ آپ نے سیب کی قیمت سے کہیں زیادہ خدمت کی ہے۔ اس لئے چاہتا ہوں کہ آپ کو اس کا کچھ اور معاوضہ بھی دیدوں تاکہ تم اپنے وطن خالی ہاتھ نہ جاؤ۔

حضرت ابو صالح نے جواب دیا کہ آپ کی خدمتِ مقدس سے اس خدمت کے عوض مجھے روحانی فیوض حاصل ہوئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ میرا حق الخدمت آپ نے میری روحانی تربیت میں دے دیا ہے۔ مگر مالک باغ حضرت عبداللہ صومعی نے کہا کہ میری خوشی یہی ہے کہ میرا کہنا مان لو۔ اس پر حضرت ابو صالح نے عرض کی کہ جو ارشاد ہو۔ مجھے منظور ہے۔ حضرت عبداللہ نے کہا کہ میری ایک لڑکی ہے وہ اندھی، گونگی، بہری اور اپاہج ہے میں اس کو آپ کے نکاح میں دینا چاہتا ہوں۔

حضرت ابو صالح نے جواب میں کہا کہ میں تو پہلے ہی ارشادِ عالیہ کو تسلیم کر چکا ہوں،

چنانچہ سیدہ ام الخیر فاطمہ بنت حضرت عبداللہ صومعی کا نکاح حضرت ابو صالح سے کر دیا گیا
جب حضرت ابو صالح نے نکاح کے بعد اپنی منکوحہ کو دیکھا تو حیران رہ گئے کہ وہ
اپنے حسن وجمال، آداب واخلاق، گفتار واطوار سے حور بہشتی معلوم ہوتی تھیں اور نہ وہ
اندھی تھیں نہ بہری تھیں۔ حضرت ابو صالح کو حضرت عبداللہ نے تعجب میں دیکھا تو
فرمایا۔ بیٹا میں نے اپنی لخت جگر کو اندھی اس لئے کہا کہ اس کی نگاہ نے کبھی کسی نامحرم کو
دیکھا نہ تھا۔ گونگی اس لئے کہا کہ اس نے کبھی خلاف شرع گفتار نہیں کی تھی۔ اور بہری اس لئے
کہا تھا کہ اس نے کبھی خلاف شرع باتوں کو سنا نہ تھا! اور اپاہج اس لئے کہ وہ برائی کی راہ پر کبھی چل کر نہ
گئی تھی۔ حضرت عبداللہ نے ان کو رخصت کیا اور ان کے حق میں نیکی اور خوبی کی دعا کی۔ یہی وہ ام الخیر
فاطمہ سیدہ ہیں جن کے بطن سے ملت اسلامیہ کے حال واستقبال کی تقدیر منبع طریقت ومعرفت
امت محمدیہ کے مہر تاباں، طالبان حق کی تربیت فرمانے والے حضرت غوث الاعظم محی الدین سید
عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ تولد ہوئے۔

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت ایران کے صوبہ طبرستان کے علاقہ گیلان یا جیلان میں نیف نامی قصبہ کے اندر یکم ماہ
ربیع الثانی ۴۷۱ھ کو سادات کے ایک خاندان میں جو وہاں دو تین پشتوں سے آباد تھا ہوئی۔
آپ کے والد حضرت ابو صالح موسیٰ جنگی دوست اور والدہ مکرمہ ام الخیر فاطمہ بنت حضرت عبداللہ
صومعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ چنانچہ آپ کا نسب نامہ والد محترم کی طرف سے گیارہ واسطوں سے
حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے اور آپ کی والدہ ماجدہ کی طرف سے ۱۴ واسطوں سے حضرت
امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ چنانچہ نسب کے اعتبار سے حسنی وحسینی سید اور اہل
بیت رسول سے ہیں۔

نسب آپ کے نسب مادری میں کسی کو شک نہیں ہے اور اس لئے علماء انساب

میں اس پر اختلاف نہیں ہے۔ چنانچہ آپ کی والدہ ماجدہ کی سیادت ایک متفقہ امر ہے۔
البتہ بعض کور باطن آپ کے نسب پدری میں اعتراض اور شک کرتے ہیں اور آپ کی
سیادت کے منکر ہیں۔ لیکن آپ کی سیادت پدری کا ثبوت مندرجہ ذیل امور سے ہوگا۔
علامہ ابن حجر عسقلانی ایک روایت میں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ رمضان المبارک
میں روزے کے اوقات میں دودھ کو منہ نہ لگاتے تھے۔ اس نے اس بات کی سارے
شہر میں شہرت ہو گئی تھی کہ سیدوں کے گھر میں ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو اوقات صوم کے
دوران دودھ نہیں پیتا۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ ثبوت نسب کے لئے شہرت بلدی ایک ضروری
جزو ہے یعنی جہاں کوئی رہتا ہے۔ وہاں اس کے حسب ونسب کو سب جانتے ہیں۔
لہٰذا عوام میں اس بات کا چرچا ہونا کہ سادات کے گھرانہ میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا ہے۔
یہ شہرت بلدی حضور کی سیادت کا واضح اور صریح ثبوت ہے۔
۲۔ لفظ شیخ اور سید کا اطلاق ہندوستان اور پاکستان میں ذات پر ہوتا ہے۔
لیکن عرف عرب میں ایسا نہیں ہے۔ وہاں شیخ کا اطلاق استاد، عالم، سردار یا
کبیر القوم پر ہوتا ہے۔ اس کا استعمال علم وفضل اور درجہ کی بلندی کے اعتبار
سے ہوتا ہے۔ جیسے فقہ میں حضرت امام حنیفہ رضی اللہ عنہ کو شیخ فقہ اور علم کلام میں
ابو الحسن اشعری رضی اللہ عنہ، کو شیخ الکلام اور حدیث میں بخاری اور مسلم رحمۃ اللہ
علیہما کو شیخ الحدیث حکمت اور فلسفہ میں بو علی سینا کو شیخ اور عمل بالحدیث میں امام
موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ کہا گیا ہے۔ تو کیا نعوذ باللہ ان کو شیخ کہنے سے
ان کے سید ہونے سے انکار کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح حضرت سیدنا غوث الاعظم
کو شیخ اور ان کے علم وفضل اور کمالات ظاہری اور باطنی کے سبب سے کہا جاتا تھا جس کا
تعلق ان کے نسب پدری سے نہ تھا۔

۳۔ بعض کا اعتراض ہے کہ آپ کی اولاد کو عراق اور حجاز میں سید کے نام سے نہیں پکارا جاتا۔ یہ بھی محض غلط ہے۔ عراق اور شام میں جو آپ کی اولاد ہے۔ ان میں خاندان کے بڑے کو نقیب الاشراف کہتے ہیں چنانچہ السید الشریف علی الکبیر الگیلانی نقیب اشرف حماۃ شام حن کی تصنیف تحفۃ الابرار والواسع الانوار ہے، سید جی کہلاتے ہیں۔ عراق اور شام کے شعرائنے جو مرثیے ان نقیب الاشراف حضرات کی وفات پر لکھے ہیں۔ ان سب میں آپ کو آل طٰہٰ سے یاد کیا ہے۔ آپ کو شیخ کے لقب سے یاد کرنے کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ رفعت علم وفضل کے علاوہ شیخ ہیں ملائکہ اور جن وانس کے چنانچہ حضور فرماتے ہیں کہ انا شیخ الملائکۃ والانس والجن دیکھو قلائد الجواہر ص۹

۴۔ آئمہ انساب نے آپ کی سیادت ثابت کی ہے۔ چنانچہ شیخ زین العابدین عمر بن وردی نے تاریخ بغداد میں شیخ صلاح الدین محمد بن شاکر کتبی دارانی دمشقی نے فوات الوفیات میں اور اسی طرح علامہ قسطلانی و دیگر اکابر علمائے انساب نے آپ کا نسب حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہٗ تک ثابت کیا ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب حجۃ الاخیار فی نسب الفاطمہ اور سیدی عبدالرحمٰن نقیب الاشراف آفندی کی کتاب فتح المبین فی الرد علی تریاق المجنبین، جس کا ترجمہ مسمّی بہ اظہار الیقین بمبئی میں چھپ چکا ہے۔

۵۔ آپ کے سیادت کی تصدیق مندرجہ بالا کے علاوہ اس کشف سے ہو جاتی ہے جب کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کشف کی حالت میں اپنی رویت سے مشرف فرما کر ارشاد فرمایا، اے میرے بیٹے کلام کیوں نہیں کرتے، حضور غوث پاک رحمۃ اللہ نے جواب میں عرض کی کہ اے میرے والد ماجد میں عجمی ہوں۔ بغداد میں فصحائے عرب کے سامنے کیونکر کلام کروں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات بار اپنا لعاب دہن حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے منہ میں ڈالا۔ جب آپ خلق کثیر کے سامنے تقریر کے لئے

تقریر کے لئے بیٹھے تو حضرۃ علی کرم اللہ وجہٗ نے چھ بار اپنا لعاب دہن حضور پاک کے منہ میں ڈالا.

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کو آپ کو بحالت کشف بیٹا کہہ کر مخاطب کرنا اس دعوے کی تصدیق کرتا ہے کہ آپ حسنی حسینی سید ہیں۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں:۔ انا الحسنی و المخدع مقامی و اقدامی علی عنق الرجال۔ بعض کو حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے والد محترم کے نام کے ساتھ جنگی دوست کے لفظ سے اعتراض کی جرأت ہوتی ہے۔ حالاں کہ جب آپ کے والد محترم حضرت ابوصالح وارد عجم ہوئے تو لوگوں کو جہاد اور قتال کی تلقین فرماتے رہے۔ اور اسی وجہ سے جنگی دوست کے نام سے مشہور ہو گئے

اس کے علاوہ پانچویں صدی کے آخر تک سادات اطراف عالم میں دور دراز تک پھیل گئے۔ لہٰذا ان کے اسمائے میں عجمی الفاظ کا آجانا بعید از قیاس نہیں ہے خاص طور پر امام حسین رضی اللہ عنہ کی منکوحہ حضرت شہر بانو رضی اللہ عنہا کے عجمی ہونے کے باعث اور بعد ازاں حضرت امام حسین کی اولاد اور اولاد کی باہمی مناکحت اور معاشرت کی وجہ سے عجمی رنگ اور فارسی زبان کا استعمال میں آجانا ضروری تھا۔

شان ولایت

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی شان ولایت آپ کی پیدائش ہی سے ظاہر ہے۔ تمام تذکرہ نگاروں کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا سن شریف آپ کی ولادت کے وقت ساٹھ برس کا تھا۔ جب کہ طبی محققین کا دعویٰ ہے کہ اس عمر کے پہنچنے کے پہلے ہی تولید کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس آپ ایسے دل و دماغ اور ذہنی اور روحانی قوتوں کے ساتھ تولد ہوئے کہ جس سے نہ صرف ظاہر پرستوں کی علانیہ تردید ہوتی ہے بلکہ یہ امر آپ کی شان ولایت کی دلیل بھی ہے۔ عالم شیر خواری

میں آپ کا ماہِ صیام کے احترام میں دودھ نہ پینا۔ اور جب آپ کھانے کا قصد فرماتے تو غیبی آواز کا آپ سے یہ کہنا۔ الٰہیا مبارک، اور آپ کے دل پر القا ہونا کہ اے عبدالقادر تو دنیا میں سونے کے لئے نہیں آیا بلکہ خفتہ بختوں کو جگانے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ قزاقوں کے سردار کے سامنے حق گوئی کی قوت سے اسے ہمیشہ کے لئے قزاقی سے تائب کرانا ایسے واقعات ہیں جو زبان زدِ خلائق ہیں۔ اور آپ کی مادرزاد ولادت کی بیّن دلیل ہیں۔ چنانچہ جب آپ سے آپ کی بزرگی اور عظمت کے متعلق پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس کا دارومدار میرے اس عمل پر ہے کہ میں نے ساری عمر کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اور نہ کبھی والدین کے حکم سے سرتابی کی ہے۔

طلبِ علم

جب آپ کے کانوں میں القائے الٰہی کی آوازیں آنے لگیں تو آپ تخلیہ پسند اور خاموش ہوتے گئے۔ آپ کے ہوش سنبھلتے ہی آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو دین کی تعلیم کی طرف مائل کر دیا تھا۔ اگرچہ آپ نے قرآن کریم حفظ کر لیا تھا۔ اور چند کتابیں بھی پڑھ لی تھیں۔ لیکن آپ کے دل میں طلبِ علم کا شوق تھا اور آپ اسی تشنگیٔ علم کے ہی خیال میں اس وقت رہتے تھے چنانچہ ایک دن آپ نے اپنی والدہ محترمہ سے عرض کی کہ آپ کو راہِ خدا کے لئے وقف فرما دیں اور آپ کو حصولِ علم کے لئے بغداد جانے کی اجازت دیں۔ باوجود اس امر کے کہ آپ کی والدہ عمر رسیدہ تھیں اور آپ کے بغداد جانے کے بعد ان کا کوئی سہارا بھی نہ تھا۔ لیکن علومِ ظاہری و باطنی کی تکمیل کا شوق اور خدا پرستی کی دھن دیکھ کر وہ یہ سب کچھ گوارہ کرنے کے لئے تیار تھیں۔ والدہ محترمہ سے حصولِ اجازت کے بعد آپ ماہ صفر ۴۸۸ھ میں بغداد تشریف لے آئے۔

یہاں آپ قاضی القضاۃ مبارک مخزومی سے علم فقہ کی تکمیل کی۔ پھر حضرت حضرت ابوبکر بن مظفر سے علم حدیث پڑھا۔ قاضی ابوسعید مبارک مخزومی اور افضل اعلیٰ حضرت ابو محمد جعفر سے علمِ تفسیر پڑھا۔ اس کے علاوہ آپ نے تقریباً بیس اور مشائخ اور اساتذہ سے مختلف علوم و فنون حاصل کئے اور ان میں کمال حاصل کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے علامہ دہر بن گئے۔ اور اپنے تمام معاصرین سے سبقت لے گئے۔

درس و تدریس مدرسہ قادریہ کی بنیاد

جب آپ نے علومِ اسلامیہ کی تکمیل کر لی۔ تو آپ نے اپنے استاد قاضی ابوسعید مبارک کے مدرسہ میں استاد ہو گئے۔ اور درس و تدریس شروع کر دیا۔ آپ کے طریقہ تعلیم کا اس قدر شہرہ ہوا کہ تمام گرد و نواح سے طالب آپ کے مدرسہ میں آنے لگے۔ صبح کے وقت آپ تفسیر و حدیث و اخلاقیات ادب اصول صرف و نحو کا درس دیتے تھے۔

نمازِ ظہر کے بعد قرآن شریف کا ترجمہ اور توحید اور استنباط قرآن و حدیث کے مسائل بیان فرماتے تھے۔ طالبانِ علم کی اس قدر کثرت ہو گئی کہ آپ کو مدرسہ کی توسیع کی ضرورت محسوس ہوئی۔ تو آپ نے حاضرین سے تحریک فرمائی۔ آپ کی زبانِ فیض ترجمان کا یہ اثر ہوا کہ اسی وقت امرا نے مال و زر سے اور غربا نے قلیل اجرت پر اور بعض نے بغیر اجرت اپنی خدمات پیش کیں۔ یہاں تک کہ عورتوں نے بھی اس کارِ خیر میں حصہ لیا۔ چنانچہ ایک معمار کی بیوی اپنے شوہر سمیت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کی کہ میرے شوہر کے ذمہ میرا حق مہر بیس دینار ہے۔ اس میں سے دس دینار تو اس کو اس شرط پر چھوڑتی ہوں کہ آپ کے مدرسہ کی عمارت بلا اجرت وہ بنا کو تیار کرے اور بقایا دس دینار اس شرط کو قبول کرنے کی صورت میں معاف کرتی ہوں۔

چنانچہ شوہر نے یہ شرط قبول کرلی اور اس کی بیوی نے وصولی مہر کی رسید لکھ دی اور یہ رسید حضور غوث پاک کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کی کہ جب میرا شوہر دس دینار کی اجرت ختم کرے تو اسے یہ رسید دے دی جائے۔ چونکہ حضور کی ذات پاک نہایت ہی رحمدل اور غربا پرور تھے۔ اس لئے آپ اس معمار کو ایک روز کی اجرت عطا فرماتے اور ایک روز بلا معاوضہ کام کرنے دیتے۔ پھر جب وہ پانچ دینار کی اجرت کا کام کر چکا تو مہر کی وصولی کی رسید اس کے حوالہ کرتے ہوئے کہا کہ باقی پانچ دینار ہم نے معاف کئے۔ آج سے ہر روز کے کام کی اجرت تجھے مل جائے گی۔ آخر ۵۲۸ھ میں یہ مدرسہ نہایت عالی شان عمارت کی شکل میں تبدیل ہوگیا۔ اور آپ کے اسم گرامی سے منسوب ہو کر مدرسہ قادریہ مشہور ہوا۔ یہاں سے ہزاروں طالبان علم فارغ التحصیل ہو کر علامہ دہر بن گئے۔

حضور غوث پاک درس و تدریس کے علاوہ فتاویٰ کے ذریعہ اور وعظ نصیحت کے بھی خدمت اسلام فرماتے تھے۔ بلاد اسلامیہ سے جو بھی فتویٰ آپ کے پاس آتا تھا۔ آپ کو غور و فکر کی چنداں ضرورت پیش نہ آتی تھی۔ بلکہ فتویٰ کو پڑھتے ہی جواب تحریر فرما دیتے تھے۔ آپ ہفتہ میں تین دفعہ وعظ فرماتے تھے۔ آپ کے وعظ کے لئے بے شمار خلقت جس میں طالب علم اور بڑے بڑے عالم موجود ہوتے تھے۔ اور تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ کے وعظ کو قلمبند کرنے کے لئے تقریباً چار سو قلمدان میں مصروف تحریر ہوتے تھے۔ آپ کے وعظ و نصیحت کی برکت سے ہزاروں کافر یہودی اور نصاریٰ نے اسلام قبول کیا۔ اور لاکھوں آدمیوں نے اعمال بد سے توبہ کی۔ اخبار الاخیار ہے کہ بعض اوقات حضور کی مجلس وعظ میں ستر ہزار تک مجمع ہو جاتا تھا۔ سامعین پر آپ کے کلام کا اس قدر اثر ہوتا تھا کہ سینکڑوں آدمی بے ہوش ہو جاتے تھے۔ حضور فرماتے ہیں کہ

جب میں کلام کرتا ہوں۔ تو خدا کی تجلیاں اثر لے کر نمودار ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ میری نظر حقیقت پر رہتی ہے اور میں خودی کو گم کر کے کلام کرتا ہوں۔ اور خدائے تعالیٰ کے حکم سے بات کہتا ہوں۔ اور باطن کی قوتیں میرے ساتھ ہوتی ہیں۔ حضور کی تقریروں کے چند اقتباسات مندرجہ ذیل ہیں فرمایا:۔

۱۔ اے طلبگار توبہ کر باہم خدا، معافی مانگ باہم خدا، اخلاص حاصل کر باہم خدا۔ ایک ہفتہ میں خدا تک جا نہیں ہو سکتا۔ تو ایک سال میں جا اور یہ بھی نہیں ہو سکتا تو ساری عمر میں ایک دفعہ تو اس کے پاس جا۔ اور مانگ کہ اس کے پاس بہت کچھ ہے

۲۔ فرمایا ہر تعریف خدا ہی کو سزاوار ہے۔ جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔ وہ ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے۔ نہایت مہربان رحم والا ہے وہ بادشاہ ہے۔ وہ سب پہ غالب ہے اور سب سے بڑھ کر حکمت والا ہے وہ پاک ذات ہے۔ واحد ہے۔ سوائے اس کے کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اس کو زمین و آسمان کی بادشاہت زیب دیتی ہے اسی کے لئے سب تعریف ہے۔ وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے۔ لیکن خود الیا زندہ ہے کہ اسے موت نہیں ہے۔ اسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے وہ ہر چیز پہ قدرت رکھتا ہے نہ کوئی اس کا وزیر ہے وہ اپنی ذات میں یکتا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نبی ہیں اور اس کے رسول اور اس کے دوست ہیں۔ اور اس کے پسندیدہ اور اس کے منتخب شدہ ہیں جو تمام خلقت سے بزرگ تر ہیں۔ اس نے آپ کو کامل ہدایت اور حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اللہ کے دین کو اس زمین پر پھیلائیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہیں جن کی تائید حق نے کی ہے۔ ایک روز ارشاد ہوا اے رب العالمین امام اور امت حاکم اور رعیت دونوں کو طاعت نصیب کر ان کے دلوں میں ایک دوسرے کی توقیر اور محبت پیدا فرما۔ ان کو نیکی کی توفیق عطا فرما۔ طاعت و عبادت کی محبت نصیب عطا فرما۔ اور ان کو ایک دوسرے

کے شر سے بچا۔ اے وہ ذات کہ جو پوشیدہ رازوں سے آگاہ ہے ان کی اصلاح کردے، تو ہمارے عیوب کو جاننے والا ہے ان کو پورا فرما۔ اپنے احکام کے پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ طاعت و عبادت کی عزت نصیب فرما۔ اور گناہوں کی ذلت سے بچا اور اپنے ذکر و فکر میں لگا دے اے اللہ اگر ہم بھول جائیں چوک جائیں تو ہماری بھول چوک کو درگزر فرما دے اور ہمیں اس کے وبال میں نہ پکڑ۔ ہم پر رحم فرما کہ تو ہمارا پروردگار اور مددگار ہے۔

۴۔ فرمایا۔ اللہ کا وہ کلمہ ہے جو انسان کی ہر مہم اور مشکل کو حل کر دیتا ہے۔ اور ہر قسم کے غموں اور فکروں سے نجات دلانے کا کفیل بنتا ہے۔ کیونکہ اللہ ہر غالب پر غالب ہے۔ اللہ وہ کلمہ ہے جو زہر کے اثر کو باطل کر دیتا ہے۔ یہی اسم اعظم ہے لیکن اس کا اثر اس حالت میں ظاہر ہوتا ہے۔ جب پڑھنے والے کے دل میں بجز اللہ کے ذات مقدس کے اور کچھ بھی نہ ہو۔

اس مبارک کلمہ کا نور ہی تمام عالم ہے جو اللہ کو دوست رکھتا ہے وہ اسی کی حفاظت میں ہے۔ اور اس کے رحم و کرم کے ساتھ زندگی کو گزارتا ہے۔ جو اللہ سے محبت کرتا ہے وہ غیر کے دروازہ پر نہیں جاتا بلکہ سب کچھ اللہ ہی سے طلب کرتا ہے۔

۵۔ اے لوگو اب بھی جو خدا سے دور بھاگتے ہو۔ اسی کی طرف آجاؤ، ذرا سوچو کہ جب اس سرائے فانی میں اس کی بادشاہت کا ڈنکا ہے تو آخرت میں اس کے جلال اور جمال کی کیا شان ہوگی۔ جو ذات مقدس دنیا میں باوجود تمہاری سرکشی کے تم کو اس قدر دیتا ہے تو آخرت میں اپنے فضل و کرم سے دوستی کی صورت میں کیا کچھ نہ دیگا۔ خدا کے دروازے پر آؤ اور عجز و انکسار کے ساتھ آؤ! اور محبت مسکنت سے اس کی بارگاہ میں پکارو۔ وہ تم کو اپنا قرب عطا کرے گا۔ تم ندامت کروگے وہ کرامت

بخشے گا۔ تم اسے صدق سے یاد کروگے وہ تمہیں رزق سے نوازے گا۔ تم اس کی یاد میں ذلت برداشت کروگے، وہ تمہیں آخرت کی عزت سے سرفراز کرے گا۔

۶۔ فرمایا میرے فیض کا دریا بے کنار ہے۔ عزتِ رب کی قسم اچھے برے سب میرے سامنے ہیں۔ میری نگاہیں لوح محفوظ پر ہیں میں دریائے علم اور مشاہدۂ الٰہی کا تیراک ہوں میں اللہ تعالےٰ کی حجت ہوں۔ اور نائب وارث رسول ہوں۔

۷۔ میری تلوار مشہور ہے۔ میری کمان کھنچی ہوئی ہے۔ میرا تیر شگاف ہے۔ میرا نیزہ نشانہ باز ہے۔ میں محفوظ ہوں، محفوظ ہوں۔ روزہ دار رہو۔ شب بیدار رہو۔ پہاڑوں کے عبادت گزار رہو۔ خانقاہ نشین رہو۔ خدا کے کام کے لئے آؤ کہ میں اسی کے امر سے تم کو بلاتا ہوں۔

حضور غوث پاک کی تعلیمات میں سے بعض کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ تاکہ ہر اک عقیدتمند کو جو حضور غوث پاک کے طریقہ سے منسلک ہے یا ان سے محبت رکھتا ہے۔ حضور کے مشن کا اندازہ ہو سکے اور یہ کہ حضور اپنے مریدوں میں بالخصوص اور مسلمانوں میں بالعموم کن خوبیوں اور نیکیوں کو چاہتے ہیں۔

حضور ارشاد فرماتے ہیں کہ مالک حقیقی سے، ذاکر صدق دل سے ایسا تقویٰ اختیار کرے جو ماسوی اللہ سے بے نیاز کر دے۔ بندے کے شایانِ شان ہے کہ وہ بلا اور نقصان میں بھی صبر کرے اور اللہ سے اس کے نعم البدل کی امید رکھے۔ ایسی باتوں کا وعدہ نہ کرے جو کہ وہ پوری نہ کر سکتا ہو بلکہ دعویٰ اور وعدہ کرنے کی عادت ہی ترک کر دے۔

فقیر کی صفات کے متعلق فرمایا کہ فقیر وہ ہے جو (۱) ہمیشہ ذکر و فکر میں رہے (۲) ہمیشہ راستی کا طالب ہو (۳) صاحب ظرف اور عالی حوصلہ ہو (۴) اپنے نفس کو سب سے ذلیل سمجھے۔ (۵) زیادہ نہ ہنسے اگر ہنسے بھی تو ہنسنے کی آواز نہ ہو صرف مسکرائے (۶) جو

بات معلوم نہ ہو اس کی تحقیق اور دریافت کرے (۷) غافل کو نصیحت کرے جاہل کو علم سکھائے
(۸) نیکی کے عوض نیکی اور بدی کے عوض بھی نیکی کرے (۹) فضولیات سے سخت پرہیز
کرے اور ساتھی کی قدر پہچانے (۱۰) محرمات سے بچے شبہ سے پرہیز کرے عزیزوں
اور بے کسوں کا مددگار رہے اور ان کی طرف امیروں کی نسبت زیادہ متوجہ ہو۔
(۱۱) مخلوق کے فائدہ میں کوشاں رہے اور ان کے فائدہ کو اپنے فائدہ پر ترجیح دے۔
(۱۲) خلق اور مروت کو اپنا شعار بنائے اگر کوئی بدخلقی کرے تو بردباری سے کام لے
مگر ناحق پر خاموش نہ رہے بلکہ کہنے سے نہ ڈرے اور نہ خوف کرے (۱۴) کسی سے بغض
اور کینہ نہ رکھے (۱۵) امانت میں خیانت نہ کرے (۱۶) کم سخن ہو اور آہستگی سے
کلام کرے۔ فرمایا فقیر کو لازم ہے کہ اپنے اندر پندرہ خصلتوں کو پیدا کرے تاکہ
خدا تعالیٰ کی راہ طلب میں جو قدم اس نے اٹھایا ہے وہ ہمت اور صحت سے اس
راہ کو طے کرے۔ وہ خصلتیں یہ ہیں۔

(۱) بندہ خدا تعالیٰ کی سچی یا جھوٹی قسم ہرگز نہ کھائے۔ اس کے ارتکاب سے
دانستہ اور نادانستہ طور پر احتیاط کرے (۲) جھوٹ بولنے سے ہر ممکن طریقے سے
گریز کرے۔ یہاں تک کہ ہنسی میں بھی جھوٹ نہ بولے (۳) اگر وعدہ کرے تو
ایفائے وعدہ کو لازم جانے، بہتر یہی ہے کہ وعدہ کرنے کی عادت ہی ترک کر دے
تاکہ وعدہ خلافی کے وبال سے بچے (۴) مخلوق کی ایذا رسانی یہاں تک کہ چیونٹی کی سی
حقیر جان تک سے پرہیز کرے (۵) مخلوق خدا میں سے کسی کے لئے بددعا نہ کرے۔
اگر فقیر پر ظلم بھی کیا جائے تو ظالم کو نہ تو زبان سے اور نہ کردار سے عوض دے۔ بلکہ
اس کا محاسبہ پروردگار کے سپرد کر دے۔ (۶) گناہوں کی چیزوں کی طرف نظر کرنے
سے پرہیز کرے (۷) اپنا بار خلق اللہ میں سے کسی پر نہ ڈالے بلکہ اپنا خود کفیل ہونے کی

کوشش کرے۔ بلکہ خلائق کا بار اٹھانے کی سعی کرے (۸) جس چیز کی اس کو احتیاج
ہو اس سے بے نیاز ہو جائے۔ کیونکہ بے نیازی عابدوں کی عزت اور پرہیزگاری
کا شرف ہے (۹) فقیر کے لئے لازم ہے کہ کسی کی طرف اپنا دستِ طمع دراز نہ کرے۔
اور لوگوں کے جاہ و دولت کو دیکھ کر اپنے نفس کی ہوا و ہوس کو تیز نہ کرے۔
(۱۰) تواضع اختیار کرے یعنی ہر اک بندہ کو اپنی ہر بات میں بہتر و برتر خیال
کرے۔ اور اپنے دل میں خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا مرتبہ مجھ
سے بدرجہا بہتر و برتر ہوگا۔

توبہ توبہ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ توبہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی پہلی توجہ
اور عنایات اپنے بندہ کے حال پر مبذول فرما کر اس کے دل پر اس کا
اشارہ کرے اور شفقت اور محبت کے ساتھ کر کے اس محبت کو اپنی طرف کھینچ لے۔ اس
وقت اس بندہ کا دل اپنے مولا کی طرف کھنچ جاتا ہے۔ پھر روح، دل، عقل اس کے تابع ہو
جاتے ہیں۔

صبر ارشاد ہوا کہ صبر یہ ہے کہ بندہ مصیبت کے وقت استقلال سے رہے
اور شریعت کو نہ چھوڑے بلکہ فراخ دل اور صدقِ نیت سے شریعت پر عامل رہے
فرمایا کہ صبر کی کئی قسمیں ہیں۔ صبر للہ یہ کہ اوامر اور نواہی کی پابندی بہ صدقِ دل پوری
کرے۔ صبر مع اللہ یہ ہے کہ مشیتِ الٰہی پر راضی اور ثابت قدم رہے۔ حکم و ارادہ
الٰہی میں اور قضا و قدر میں کسی قسم کی چون و چرا سے کام نہ لے اور نہ ہی مصیبت، بلا اور افلاس
سے گھبرائے۔ بلکہ ہر حال میں خندہ پیشانی رضا کا اظہار کرتا رہے۔ صبر علی اللہ یہ ہے
کہ وعدہ وعید الٰہی کو زیر نظر رکھتے ہوئے اوامر و نواہی پر مستقل رہے۔ فرمایا کہ
فقیر کا صبر غنی کے شکر سے اور فقیر کا شکر غنی کے صبر سے افضل و اعلیٰ ہے فرماتا

ہیں کہ مصیبت اور بلا اس کے سامنے آتی ہیں جو اس درجہ سے واقف ہوتا ہے۔

توکل

غیروں کو چھوڑ کر صرف ایک خدا پر بھروسہ کرنا۔ توکل ہے ظاہری اسباب کو بھول کر ماسوا سے بے پرواہ ہو کر صرف ذات الٰہی کو کارساز سمجھنا، اور اسی پر بھروسہ رکھنا اصل توکل ہے۔ متوکل مقام فنا سے بھی آگے نکل جاتا ہے توکل بالکل اخلاص کی مانند ہے اور اخلاص یہ ہے کہ اعمال کا معاوضہ حاصل کرنے کا ارادہ نہ کیا جائے اس توکل کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ متوکل اپنی قوت سے نکل کر خدائے تعالےٰ کی قوت میں آجاتا ہے۔

معارف غوث پاک

ارشاد ہوا کہ جب تک نفس کی کدورت نہ مٹے دل سے کدورت سے ہرگز صاف نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ نفس اصحاب کہف کے کتے کی طرح رضائے الٰہی کے دروازے پر نہ بیٹھ جائے۔ دل میں ہرگز صفائی پیدا نہیں ہوتی۔ جب دل میں صفائی کامل ہو گی۔ اس وقت دربار الٰہی میں باریابی ہو گی۔ اور اسے یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ کا اس سے خطاب ہو گا۔ اس کے کانوں میں یا عبدی انت لی وانا لک کی روح پرور صدا پڑے گی۔ اور پھر ایک مدت تک اسی حال میں رہنے کے بعد خاصان الٰہی سے ہو جائے گا۔ اب یہ بندہ خدا کا وہ بندہ ہو گا جسے خلیفۃ اللہ کے نام سے پکارا گیا ہے اب اسرار الٰہی اس پر منکشف ہوں گے۔ اور اس وقت یہ بندہ کسی مردہ دل سے ملے گا تو اس کے دل کو زندہ کر دے گا۔ اگر کسی گمراہ پر اس کی نظر پڑے تو وہ ہدایت پائے۔ اگر کسی بدبخت سے ملاقات ہو تو اسے نیک بخت بنا دے۔ اولیاء اللہ ابدال کے غلام ہیں اور ابدال انبیاء علیہ السلام کے غلام اور انبیائے کرام جناب رسول مقبول رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں۔ اولیاء اللہ کی مثال ایسی ہے۔

جیسے کسی بادشاہ کا طبیب ہر وقت اس کے قرب میں رہتا ہے۔ اولیاء اللہ کی رات ان کے حق میں تخت سلطنت کے مطابق اور دن قرب الٰہی کا سبب ہوتا ہے۔ فرمایا عالم ملکوت اور عالم ظاہر کو ناسوت کہتے ہیں۔ عالم فرشتگاں کو عالم ملکوت اور عالم معقولات کو عالم ارواح اور عالم جبروت کہتے ہیں اور وہ جو عالم ہیں ان کو عالم ارواح لاہوت کہتے ہیں۔ ملکوت فعل اور ناسوت اصل فعل ہے۔ ناسوت سے جبروت تک افعال واقوال ہیں اقوال شریعت اور افعال طریقت، احوال حقیقت اور ان کی اصل معرفت ہے ناسوت اور ملکوت کے درمیان جو کچھ ہے وہ شریعت ہے چنانچہ جسم کو ناسوت کا رتبہ حاصل ہے۔ دل کو ملکوت کا روح کو جبروت کا سر یا اصل لاہوت کا انسان ناسوت سے گزر کر ملکوت میں پہنچتا ہے اور ملکوت سے گزر کر جبروت میں اور جبروت سے گزر کر لاہوت میں اسی طرح زبان و دل میں روح اور سر کے اذکار بھی مختلف ہیں۔ یعنی زبان کا ذکر ناسوتی ہے۔ دل کا ملکوتی ہے اور روح کا ذکر جبروتی ہے۔ چنانچہ زبان کا ذکر لا الٰہ الا اللہ ہے۔ دل کا ذکر اللہ ہو اور سر کا ذکر نا یعنی جس میں نہ عبادت ہے نہ اشارت، لاہوت جبروت کو گھیرے ہوئے ہے۔ جبروت نے ملکوت کو گھیر رکھا ہے اور ملکوت نے ناسوت کو واللہ علیٰ کل شیء محیطا یعنی اللہ ہر شے پر محیط ہے۔ دوسرے معنوں میں جبروت صورت ہے اور لاہوت معنی ہے۔ اس طرح ملکوت صورت ہے اور جبروت معنی ہے یعنی کچھ لاہوت میں ظاہر ہوتا ہے وہ جبروت میں ہویدا ہے ایسے ہی ملکوت اور ناسوت میں ظاہر ہے۔ اس نظریہ کے متعلق ارشاد ہے لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ یعنی کوئی ذرہ بغیر خدا کے حکم کے حرکت نہیں کر سکتا۔ فرمایا اہل اللہ کی اصطلاح میں فقر و فاقہ خودی اور ہستی مٹانے کے مترادف ہے۔ جب کوئی درویش اپنے نفس کو فاقہ کی آگ

سے جلا دے تو بس نور ہو جاتا ہے اور جب آلائش دوئی اور خودی فقر کی آگ سے جل جاتی ہے تو پھر عبد اور معبود میں کوئی حجاب نہیں رہتا۔ جیسے لوہا اگر دیر تک آگ میں رہنے سے آگ کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔ ویسے ہی انسان جب محبت الٰہی کی آگ میں جل جائے تو لا فراق بینی و بینہ کے مطابق اللہ کا قرب حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ عبد اور معبود کے درمیان خودی اور دوئی کا حجاب سا حجاب ہے۔ جب یہ دور ہو گئی یگانگی اور قرب بھی حاصل ہو گیا۔ کیوں کہ نفی صفات عبودیت سے ہے اور ہستی صفات ربوبیت ہے۔ ایک دفعہ ارشاد ہوا کہ سفر ظاہر جہان میں سیر کرنے اور سفر باطن راہ سلوک اختیار کرنے پر موقوف ہے۔

جو شخص باطن سے محروم ہوا۔ وہی سفر ظاہر میں مبتلا کیا گیا۔ برخلاف اس کے جو اپنے مرشد سے فیض حاصل کر کے اپنے خالق کی محبت میں مجذوب ہو گیا۔ وہی سفر باطنی میں کامیاب ہوا۔ اپنے اعمال کے ظاہر کی نسبت ان کے باطن پر نظر رکھو۔ کیوں کہ ظاہری اعمال کبر اور رعونت پیدا کرتے ہیں۔ اور اعمال کا باطن اور صدق دل سے بجا لانا خالق حقیقی کی رضا کا باعث ہے۔ کیونکہ اللہ تمہارے دلوں اور ارادوں کو دیکھتا ہے۔ خدا کا راستہ نہ تو زمین ہے نہ آسمان میں بلکہ تیرے دل میں ہے جو شخص اس راستہ پر چلا اس نے خدا کو پا لیا۔ چونکہ دل خدا کا حرم ہے۔ اس لئے دل کو کبر و رعونت کے خس و خار سے پاک و صاف رکھو۔ سفر ظاہر کے لہو لعب سے اسے آلودہ نہ کرو۔ تاکہ حضوری حاصل ہو سکے۔ دکھاوے کی عبادت و طاعت روزہ نماز سے منزل ہاتھ نہیں آئے گی اور نہ قرب الٰہی حاصل ہوگا۔ اللہ کا قرب اسی کو حاصل ہوگا۔ جس کا دل پاک و صاف اور اس کے قرب کے شایان شان ہی ہے۔ فرمایا اللہ اور اس کے بندے کے قرب میں چار حجاب ہیں۔

پہلا حجاب جو سب سے زیادہ کٹھن ہے دنیا اور اس کی لذت سے وابستہ ہے دوسرا حجاب دین اور اس کی نعمتوں سے وابستہ ہے۔ تیسرا حجاب اخروی درجات، چوتھا حجاب شہوت سے وابستہ ہے۔ اگر ان حجابات کو فقر کی آگ سے جلایا جائے تو پھر نور ہی نور ہے۔ اور یہی سبب ہوتا ہے قرب الٰہی کا۔ اس نے زاہدوں کے لئے نفس کو اور عابدوں کے لئے دل کو اور عاشقوں کے لئے روح کو اپنے اسرار کا محل بنایا ہے۔ لہٰذا زاہدوں کے لئے لازم ہے کہ وہ تزکیۂ نفس کی کوشش کریں۔ یعنی اپنے نفس کو حدث اور نجاست سے بچائیں۔ زبان کو غیبت نفس، فحش اور جھوٹ سے پاک رکھیں۔ ہاتھوں اور پاؤں کو گناہ کے راستہ میں آلودہ نہ ہونے دیں۔ عارفوں کو لازم ہے کہ صفائی قلب حاصل کرنے کی سعی کریں۔ یعنی باطن کی تمام برائیاں مثلاً حسد، حرص، ریا، کینہ، کبر و غرور سے دل کو پاک و صاف رکھیں۔ عاشقوں کے لئے لازم ہے کہ اپنی روح کی پاکیزگی میں کوشش کریں۔ یعنی اس روح میں غیر کی محبت کی جا نہ دیں بلکہ خالص طور پر جمال الٰہی ہی کا ذوق پیدا کریں اور اللہ تعالٰی کو اپنا محبوب دوست بنانے کا جذبہ پیدا کریں۔ جیسا کہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں کہ اللہ ان کو دوست رکھتا ہے۔ جو اللہ کو دوست رکھتا ہے۔ فرمایا سبحان من سلو اللہ نے مجھے فرمایا ہے کہ کوئی شخص گناہ کے باعث نہ اپنے مولا سے دور رہ سکتا ہے اور نہ عبادت ہی سے قرب کو پا سکتا ہے۔ بعض بندگان خدا نے گناہوں سے قرب الٰہی حاصل کیا اور بعض نے عبادت سے دوری حاصل کی۔ اصل قرب بارگاہ الٰہی کی قبولیت اور اس کا فضل شامل ہے۔ اللہ قادر اور بے نیاز ہے۔ اگر وہ قبول کرتا ہے تو بلا کسی سبب اور باعث کے قبول کرتا ہے اور اگر وہ رد کرتا ہے تو بلا کسی علت کے رد کرتا ہے۔ اس عقیدہ کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ عبادت اور گناہ یہ دونوں سبب بارگاہ الٰہی میں حجاب ہیں۔ ان کو دل سے محو

کر کے صرف اللہ تعالیٰ کے فضل و قہر کی آس، اور یاس رکھی جائے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ اگر کوئی میرا قرب حاصل کر سکا۔ تو وہ گناہگاروں میں سے ہوگا۔ کیونکہ گناہگار زیادہ نادم اور عاجز ہوتے ہیں اور وہ لوگ جو اپنے گناہوں سے جلتے شرمسار ہوتے ہیں مقرب الٰہی کے مستحق ہوتے ہیں اور ایسے ندامت اور اقرار گناہ کرنے والوں پر خدا کی رحمت ہوتی ہے۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بات سے بھی آگاہ کیا ہے کہ گناہگار انسان گناہ سے اور عبادت کرنے والے گناہ سے محجوب کئے گئے ہیں۔ گناہگار لوگ اس لئے محجوب ہوئے۔ کہ یہ لوگ بہ سبب اپنے گناہوں کے خدا کی مغفرت سے ناامید ہو کر اپنے آپ کو دوزخی سمجھتے ہیں۔ اور اللہ کی رحمت سے مایوس ہوئے اور عبادت کرنے والے اس لئے محجوب ہیں کہ انھوں عذاب سے نجات حاصل کرنے کا باعث نیک اعمال کو سمجھ رکھا ہے اور اپنے اعمالِ حسنہ کے سبب اپنے آپ کو جنت کا حق دار سمجھتے ہیں۔ فرمایا بعض وقت گناہگار بندہ گناہ سے فارغ ہو کر قادرِ حقیقی کے قریب ہو جاتا ہے اور طاعت گزار بندہ عبادت سے فارغ ہو کر خدا سے دور ہو جاتا ہے۔ وہ اس طرح کہ مومن گناہ کر کے پشیمان ہوتا ہے۔ اور نادم و عاجز و خائف و تائب ہو کر نہایت عجز و ندامت کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں اعتراف گناہ کے ساتھ بخشش و مغفرت کی ان الفاظ میں التجا کرتا ہے۔

اے احکم الحاکمین، غفور الرحیم، برکت و عظمت والے مولا۔ عاجزوں، درماندوں ناتوانوں، بے کسوں کے دستگیر، گناہوں کے بخشنے اور توبہ کے قبول کرنے والے جو کچھ میں نے کیا، بہت برا کیا، میں اپنے اس کئے ہوئے پر نادم و سخت شرمندہ ہوں۔ تیری بارگاہ ستار العیوب ہے تو غفار الذنوب ہے۔ میں بشریت اور نسیان کا پتلا ہوں۔ میرا کام

اور تیری شان بخش دینا ہے۔ اے توبہ کے قبول فرمانے والے، عذر خواہوں کے عذر ماننے والے مولا، اپنی شان کریمی و رحیمی کا تصدق مجھے اپنی رحمت سے بخش دے۔

برخلاف اس کے عبادت گزار، طاعت شعار، اپنی طاعت و عبادت پر نازاں ہو کر دل میں خیال کرتا ہے کہ میری یہ عبادت بارگاہِ الٰہی میں رائیگاں نہیں جا سکتی۔ بلکہ مجھے اس کی مزدوری ضرور مل کر رہے گی۔ غرض کہ طاعت و عبادت کو مغفرتِ الٰہی کا ذریعہ سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رحمت سے دور ہو جاتا ہے حالانکہ عافیت والوں پر دنیا اور دنیاداروں پر عافیت یعنی اجر حرام ہے۔ اور اللہ والوں نے یہ دونوں چیزیں حرام سمجھ لی ہیں۔ کیوں کہ جس پر رحمتِ الٰہی کی نظر پڑ جاتی ہے۔ اسے عافیت کے اجر و ثواب کی خواہش نہیں رہتی۔ یا جن کی آنکھیں جمالِ یار سے روشن ہو جائیں۔ ان کی نظر میں ماسوائے دیدارِ محبوب کے ہر ایک چیز تاریک ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ان میں جمالِ الٰہی باقی اور اس کے سوائے سب کچھ نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ لیکن زاہد لوگ بہشت کے مزدور ہیں۔ اسی طرح دنیا کے طالب ہمیشہ بیمار و لاچار ہیں۔ آخرت کے طالب اجر و ثواب آخرت میں مشغول ہیں۔ لیکن اپنے آقا و مالک کے طالب ہی ہیں جو خوش و مسرور ہیں۔

ریاضت ومجاہدہ

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ حضرت ابو سعید المخزومی سے مشرف بابیعت ہوئے اور ریاضت و مجاہدہ کی طرف راغب ہوئے۔ آپ نے کئی سال تک نفس کشی اور ریاضت و مشاہدہ میں رہ کر کمال حاصل کیا۔ اور سالک راہ طریقت بن کر بندگان خدا کی رہبری اور ہدایت میں عمر صرف کی۔ آپ نے تزکیہ باطن کے لئے اس قدر کوشش فرمائی۔ کہ بایدو شاید کسی نے اس قدر محنت اٹھائی ہو گی۔ آپ فرماتے ہیں کہ کس

دوران میں مجھ پر کئی مصیبتیں پڑیں۔ مگر اللہ کے فضل و کرم سے ثابت قدم رہا۔ اور ہر بلا پر آپ کو پہلے سے زیادہ ریاضت و مجاہدہ میں ڈالتا تھا۔ یہاں تک کہ میں آوازِ غیب سنتا۔ آخرکار میں تنگ آکر جنگلوں میں نکل جاتا۔ اور شور و غل مچاتا۔ لوگ مجھے مجنوں دیکھ سمجھ کر شفاخانے میں پکڑ کر لے جاتے۔ جہاں میری دیوانگی بڑھ جاتی اور میری حالت اس قدر ابتر ہو جاتی کہ مردے میں اور مجھ میں کوئی فرق نہ رہ جاتا۔ لوگ غسل و کفن کا انتظام کرکے نہانے کے لئے تختے پر لٹا دیتے۔ تو یک بیک میری حالت درست ہو جاتی۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں کہ اس حالت جذب میں پچیس سال تک عراق کے جنگلوں میں پھرتا رہا۔ اس حالت میں نہ مجھے خلقت کی خبر تھی اور نہ خلقت کو میری حالت کا علم تھا۔ فرمایا ریاضت و مجاہدہ کا ایسا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ جس کو میں نے اپنے اوپر لازم نہ کر لیا ہو۔ فرماتے ہیں۔ دوران مجاہدہ اکثر شیاطین میرے پاس آتے اور مختلف اشکال میں مجھے دیتے رہتے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے حوصلہ دے رکھا۔ اور آخرکار میں ان پر غالب آجاتا۔ فرمایا ایک دفعہ میرے پاس بہت بدصورت و بدشکل شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں ابلیس ہوں اور اس نے مجھ پر بہت سے مکر اور وسوسوں کے جال پھیلا دیئے میں نے پوچھا تو اس نے کہا دنیاوی وسواس کے یہ دو جال ہیں جن میں میں تم جیسے مجاہدہ کرنے والے اہل اللہ کی رضا کے متلاشیوں کو شکار کیا کرتا ہوں۔ میں نے اس پر اسے ڈانٹا اور وہ بھاگ گیا۔ اس وساوس شیطانی کو دور کرنے کے لئے میں سال بھر کوشش کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ سب ٹوٹ گئے۔ پھر مجھ پر بہت سے اسباب ظاہر ہوئے۔ ان کے متعلق جب دریافت کیا تو جواب ملا کہ یہ خلق کے اسباب ہیں۔ پھر ان کے دفعیہ کی کوشش کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ تمام اسباب قطع ہو گئے۔ اس کے بعد حضور فرماتے ہیں۔ میرا باطن مجھ پر منکشف کیا گیا۔ میں نے تب اپنے دل کو بہت سے علائق میں

گھرا ہوا پایا۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ علائق تمہارے ارادے اور اختیارات ہیں۔

چنانچہ ایک سال تک ان علائق کو دور کرنے میں متوجہ رہا۔ اس کے بعد مجھ پر میرا نفس ظاہر کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ ابھی تک اس کے امراض باقی ہیں اور اس کی خواہش زندہ ہے۔ اس کا شیطان سرکش ہے۔ پھر حضور فرماتے ہیں کہ میں نے ایک سال تک اس کی طرف توجہ کی یہاں تک کہ تمام امراضِ نفس جڑ سے اکھڑ گئے اور اس کی خواہش مردہ ہو گئی۔ اور شیطان بھی نفس کا مسلمان ہو گیا۔ اب اس میں سوائے امرِ الٰہی کے اور کچھ نہ تھا۔ تب میں تنہا ہو کر اپنی ہستی سے جدا ہو گیا۔ لیکن پھر بھی مراد کو نہ پہنچ سکا۔ اس کے بعد توکل کے دروازے پر آیا۔ اور دیکھا کہ اس دروازہ پر ہجوم ہے۔ میں ہجوم کو چیر کر آگے نکل گیا۔ اور غنا کے دروازے پر آیا تاکہ اپنے مقصد کو حاصل کروں۔ لیکن اس دروازہ پر بھی ہجوم تھا۔ میں سب کو دھکیل کر آگے نکل آیا اور فقر کے دروازے پر پہنچا۔ جہاں کوئی ہجوم نہیں تھا اور دروازہ خالی تھا۔ چنانچہ حضرت فرماتے ہیں۔ میں اس دروازے کے اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ جن چیزوں کو میں نے دیکھا تھا۔ وہ سب یہاں موجود ہیں۔ چنانچہ میں ان کے دفعیہ کی طرف راغب ہوا اور ایک مدت کے بعد غالب آیا۔ پھر فضلِ ایزدی سے مجھ کو روحانی خزانے کی فتوحات حاصل ہوئیں اور مجھ کو بھی آزادی مل گئی۔ میری ہستی بالکل فنا ہو گئی۔ اور مجھ میں ایک دوسری کیفیت پیدا ہو گئی۔ فرمایا ایک روز میں عالمِ استغراق میں ایک طرف نکل گیا۔ جہاں آب و دانہ کا نشان نہ تھا۔ کئی روز بے آب و دانہ اس جنگل میں پھرتا رہا۔ آخرکار مجھ پر پیاس کا سخت غلبہ ہوا۔ اور میں بہت بیتاب ہو گیا۔ اتنے میں بادل کا ایک ٹکڑا آیا جس سے کچھ بارش ہوئی اور میں نے اپنی پیاس بجھائی۔ اس کے تھوڑی دیر بعد ایک روشنی نمودار ہوئی جس سے

چاروں طرف ایک نور پھیل گیا اور اس میں ایک نورانی شکل دکھائی دینے لگی۔ اس شکل
نے باواز بلند مجھ کو پکار کر کہا کہ عبدالقادر میں تیرا رب ہوں اور میں نے تمام حرام چیزیں
تم پر حلال کر دیں۔ میں نے یہ سنتے ہی لاحول پڑھا اور صورت پر پھونکا جس سے ساری
روشنی آناً فاناً دور ہو گئی۔ اور وہ نورانی صورت سیاہ رنگ کے دھوئیں جیسی نظر
آنے لگی۔ اس صورت نے پھر کہا عبدالقادر تم نے اپنے علم سے میرے مکر سے نجات
پائی۔ ورنہ میں نے اس مکر سے ستر صاحبان ولایت و طریقت کو گمراہ کیا ہے۔
میں نے اس پر پھر کہا کہ میرے رب کا فضل و کرم اور احسان ہے نہ کہ میرا علم کہ
میں تیرے چنگل میں نہ آیا۔ آپ کے صاحبزادے حضرت موسیٰ فرماتے ہیں۔ ہم نے
پوچھا کہ آپ نے شیطان کو کس طرح پہچانا تو حضور نے فرمایا کہ اس کے قول سے کہ
اس نے حرام چیزوں کو حلال کرنے کا حکم کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ خدا گندی چیزوں کو حکم نہیں دیتا۔
آپ سے آپ کے طریقہ کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا کہ میرا طریق وصول
الی اللہ یہی ہے کہ تمام امور کو اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر چھوڑ کر اپنے اختیارات و
قدرت سے الگ ہو جائے۔ توحید، تجرید، تفرید اور موقف عبودیت میں
قیام محض مالک کے کمال ربوبیت کو ملحوظ رکھ کر تا دیث اغراض عبادت۔ نہ
کرنا آپ کا شیوہ تھا۔ پھر ہر مقام پر فروتنی اختیار کرنا، مقدرات الٰہیہ
سے خوشنود ہونا۔ اتحاد، قول و فعل، اور اتحاد نفس و قلب معانقہ اخلاق اور تسلیم
و تحکیم کتاب و سنت پر ہر لحظہ اور ہر خطرہ میں عمل کرنا۔ آپ کتاب و سنت
کے بے مثل عالم اور فاضل تھے۔ آپ کی تمام تعلیمات اسی معیار کے موافق
تھیں۔ چنانچہ آپ زہد کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ زہد کے تین درجے ہیں۔
۱۔ زہد عوام یہ ہے کہ بندہ حرام اور مشتبہ چیزوں سے پرہیز کرے۔

۲۔ زہد الخواص یہ ہے کہ بندہ خواہش کی تمام چیزوں اور کاموں سے دکار ہے۔ ۳۔
زہد الخاص یہ ہے کہ بندہ ہر اس چیز سے کہ جس کا وہ ارادہ کر سکتا ہے، پرہیز کرے۔ فرمایا
اس کی دو قسمیں ہیں۔ زہد ظاہری، اور زہد باطنی۔
زہد ظاہری۔ یہ ہے کہ مال کے سوائے کوئی کسی قسم کی دکیت جو کرے۔
زہد باطنی۔ یہ ہے کہ بندہ کے دل پر سوائے اللہ تعالیٰ اور کسی قسم کا گذر نہ ہو۔
فرمایا جو شخص زہد کی باریکیاں مدنظر نہیں رکھتا۔ اس کی زہد کامل نہیں ہے۔ فرمایا
زہد کے قوانین کھانے پینے اور اٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے میں بھی ہیں۔ متقی کا کھانا
عام خلقت کے کھانے سے الگ ہوتا ہے۔ ولی کا کھانا وہ ہے کہ جس میں اس کا اپنا کچھ ارادہ نہیں
ہوتا۔ صرف فضل ایزدی سے اس کو وہ کھانا ملتا ہے۔ فرمایا حلال مطلق وہ کہ اس میں کسی صورت
اور طرح سے بھی معصیت الٰہی متصور نہ ہو سکتی ہو۔ اور نہ ہی اس کی وجہ سے کسی وقت
اللہ تعالیٰ کو بھول سکے۔ حضور کا معمول تھا کہ آپ ہمیشہ باوضو رہتے تھے۔ وضو فرما کر
آپ دو رکعت نماز ادا کرتے۔ مدت تک آپ نے عشاء کے وضو ہی سے صبح کی
نماز ادا کی ہے۔ عشاء کی نماز کے بعد آپ خلوت اختیار فرماتے اور ذکر الٰہی میں مشغول
ہو جاتے تھے۔ اس وقت کوئی شخص آپ کے پاس حاضر نہیں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ رات
کے پہلے حصہ میں آپ نوافل پڑھتے۔ درمیانی حصہ میں ذکر الٰہی میں مشغول ہوتے، اور آخری
حصہ شب میں قرآن کی تلاوت فرماتے۔ اس کے بعد ایک طویل سجدہ میں آپ کی پیشانی مبارک
نہایت عجز و انکسار سے زمین پر گر پڑتے۔ صبح کے وقت جب آپ کے روئے مبارک پر
نظر پڑتی، تو مثل خورشید منور ہوتا۔ فرمایا عین شباب کے زمانہ میں جب لوگ عموماً اپنی خواہشات
نفسانی میں مغلوب ہو کر رہ جایا کرتے ہیں۔ لیکن میں بفضل ایزدی اپنے نفس پر غالب تھا۔
اور مجھے ہر دنیاوی لذت سے نفرت تھی۔ نہ اچھے کھانے سے نہ اچھے لباس سے نہ اچھے

مکان اور راحت و آرام کی چاہ تھی نہ جاہ و عزت کی تمنا تھی صرف ایک چیز کا شوق میرے دل میں گھر کر گیا تھا۔ اور وہ شوق دیدار الٰہی تھا یا دھن تھی تو اس کی اور طلب تھی تو اس کی۔

مریدان غوث پاک کو چاہیے کہ اپنے مرشد اعلیٰ کے مسلک پر غور کریں کیا انہوں نے صرف اللہ ہی کی رضا و خوشنودی کو اپنا نصب العین نہ بنایا اور ماسوائے کو ایک نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ اس کے برعکس ہم ماسوائے کو اپنا نصب العین بنائے ہوئے ہیں۔ اور اللہ کی طرف رجوع بھی نہیں کرتے اور اس کے باوجود چاہتے ہیں کہ حضور پاک کے فیوضات اور برکات سے بھی محروم نہ رہیں۔

میراث پدر خواہی، علم پدر آموز

حضور فرماتے ہیں کہ بعض اوقات مجھ پر ایسے ایسے باطنی بار گراں پڑے کہ اگر وہ پہاڑ پر بھی پڑتے تو ان سے پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو جاتے۔ ایسے وقت میں اپنا پہلو خاک پر رکھ دیتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی مدد کی التجا کرتا۔ ان العسر یسرا فان مع العسر یسرا اللہ کے فضل و کرم سے یہ بوجھ مجھ پر سے رفع ہو جاتے۔ فرمایا خدا کے راستے میں عبادت اور مشقت برداشت کرنے میں فقیر کو نہایت مستقل مزاج ہونا چاہیے۔ اور جوانمردوں کی طرح اس راہ میں ثابت قدم رہے۔ حضور نے علم کے پڑھنے کی بہت تاکید فرمائی۔ فرمایا پہلے علم پڑھو اور پھر گوشہ نشینی اختیار کرو۔ اور پھر گوشہ نشینی اختیار کرو۔ کیوں کہ جو شخص علم کے بغیر عبادت الٰہی میں مشغول ہو جاتا ہے وہ اپنی جہالت کی وجہ سے اپنے کاموں کو سدھارنے کی بجائے بگاڑ دیتا ہے۔ علم شریعت الٰہی کا چراغ ہے۔ اسے روشن کرنا ضروری ہے تاکہ اس کی روشنی میں عمل کی راہ میں گامزن ہو جائے۔ جو شخص علم پر عمل کرتا ہے اللہ اس کے علم کو وسیع فرماتا ہے اور اس کو علم لدنی سکھاتا ہے

فرمایا باطنی طور پر اسباب اور تمام علائق سے قطع تعلق کرو۔ اور اس کے بعد ہو
پھر پرہیزگاری کی طرف ہو جائے اور تم ماسوائے اللہ کے سب کچھ بھول جاؤ۔ لیکن شریعت کے چراغ

کو ہمیشہ جلتا رکھا جائے۔ تاکہ راستہ کی راہ زنی اور اندھیرے میں کسی گڑھے میں گرنے سے بچے رہو۔

فرمایا۔ اگر تم اللہ سے نیک نیت کے ساتھ صرف چالیس دن تک اس کی یاد میں بیٹھ جاؤ۔ تو تمہارا دل بھی حضرت موسیٰ کی طرح محبت الٰہی کی آگ دیکھنے لگے گا۔ اور دل میں اس کی محبت کی حلاوت دیکھنے لگے گا۔

کرامات حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ

آپ کی کرامات بے حد و حساب ہیں۔ اگرچہ آپ کے صاحب کرامت ہونے اور آپ کی کرامات میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ تاہم بعض خوش اعتقاد لوگ خوش اعتقادی کے باعث ایسی کرامات بھی زبان زد خلائق کر دیتے ہیں کہ جن کی نہ تو کوئی حقیقت ہے اور نہ وہ معتبر کتابوں میں ملتی ہیں۔ چنانچہ ایسی ہی کرامات ہیں۔ جن کے باعث اغیار کو نکتہ چینی کا موقع ملتا ہے۔ لہٰذا ایسی کرامات کا تذکرہ یہاں ضروری نہیں ہے۔ تاکہ ایسی کوئی بات حضور غوث پاک کی ذات گرامی سے منسوب نہ ہو۔ جو ان کے مسلک اور رتبہ کے شایان شان نہیں ہے

کرامات کا فلسفہ

جاننا چاہیے کہ قانون الٰہی کے دو حصے ہیں۔ معتاد اور غیر معتاد۔ معتاد کے معنی عادی یعنی عام کے ہیں۔ معتاد قانون الٰہی کے ماتحت وہ کاروبار آتے ہیں جو عام نہ ہوں اور نہ ہی عام آدمی اس کو کر سکیں۔ بلکہ یہ کاروبار کی سمجھ سے بھی بالاتر ہو۔ چنانچہ معجزہ یا کرامت کا ظہور اسی معتاد حصہ سے ہوتا ہے

معجزہ کے معنی ہیں۔ عاجز کرنے والا۔ یعنی وہ کام جو عام آدمی کی عقل کو عاجز کر دے اور اگر وہ اس کام کو کرنے کی لاکھ بھی کوشش کریں تو نہ کر سکیں۔ ایسے فعل کا ظہور جو خرق عادت ہوتا ہے جب کہ منبع حق سے بطریق حق ادا ہوتا ہے تو اگر وہ شخص نبی ہے تو معجزہ کہلائے گا۔

اور اسی قسم کا کام جو کسی ولی اللہ سے سرزد ہو تو کرامت کہلاتا ہے۔ بشرطیکہ وہ بطریق حق ادا ہو اگر ایسا فعل بطریق حق ادا نہ ہو تو وہ نہ معجزہ ہے نہ کرامت ہے۔ اس کے متعلق رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ کا ارشاد ہے کہ اگر تم کسی شخص کو پانی پر چلتے ہوئے یا آگ کھاتے ہوئے یا ہوا میں اڑتے ہوئے دیکھو۔ مگر وہ میری سنت کا تارک ہو تو اسی کو صاحبِ کرامت نہ سمجھو۔ بلکہ مکر و استدراج جانو۔ ایسے شخص کو ولی اللہ ہرگز تسلیم نہ کرو۔ اگر ہو سکے تو اس کو راہِ راست پر آنے کی ہدایت کرو۔

آپ کی چند کرامات و مکاشفات تبرکاً مندرج کی جاتی ہیں۔ ورنہ حضور کی کرامات بے حد و حساب ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ آپ کا ہر کلمہ کرامت ہوا کرتا تھا۔ اور آپ کی بات ایک نشانی ہوتی تھی۔ جس میں صاحبِ بصیرت کے لئے فلاحِ دارین مضمر ہوتی تھی۔ باوجود ازدواج اور اولاد ہونے کے آپ اپنا بیشتر وقت عبادات اور مجاہدات میں صرف کرتے تھے اور ہمیشہ قدم بقدم شریعت کے چلتے تھے اور لوگوں کو شریعت کی تلقین فرماتے تھے۔ جس قدر کرامات کا تواتر آپ سے ظہور ہوا ہے وہ کسی ولی سے نہیں ہوا، اور نہ ہی ہو گا۔

١۔ ایک وقت کا ذکر ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بعض اہلِ مجلس سے ہم کلام تھے کہ اتنے میں بارش ہونے لگی۔ چونکہ ہزارہا لوگ آسمان تلے بیٹھے ہوئے تھے، اس لئے آپ نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر فرمایا کہ اے اللہ میں تیرے لئے لوگوں کو جمع کر رہا ہوں اور تو انہیں بکھیرنا چاہتا ہے تو صاحبِ اختیار ہے آپ کا یہ کہنا تھا کہ بارش کترا کر مدرسہ کے ارد گرد برستی رہی اور صرف آپ کے مدرسہ میں برسنا موقوف ہو گئی۔

٢۔ ایک دفعہ شاہِ ایران نے بغداد پر فوج کشی کی۔ خلیفہ اس کے مقابلہ کی تاب نہ لا کر آپ کی امداد کا طالب ہوا۔ آپ نے شیخ علی سے فرمایا کہ تم عجم کے لشکر میں جاؤ۔ وہاں سب سے پیچھے ایک چادر خیمہ میں تین شخص ہوں گے۔ ان سے کہہ دو کہ وہ واپس ہو جائیں اگر وہ کہیں کہ کسی اور کے حکم

سے آئے ہیں تو تم بھی یہی جواب دینا کہ میں بھی کسی کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ غرض شیخ علی نے اسی طرح جا کر خیمہ تلاش کیا اور ان تینوں شخصوں سے واپس جانے کے لئے کہا۔ انہوں نے جواب دیا ہم کسی کے بھیجے ہوئے آئے ہیں۔ آپ کے خادم نے بھی جواباً یہی کہا کہ میں بھی کسی کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ چنانچہ یہ سن کر وہ تینوں سب اٹھ کھڑے ہوئے اور واپس ہو گئے۔ ان کی واپسی کے بعد عجمی لشکر میں گڑبڑ مچ گئی اور وہ بھاگ نکلا۔

٣۔ ایک دفعہ ابو غالب فضل الدین اسمٰعیل بغدادی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق آپ میری دعوت قبول فرمائیے اور میرے غریب خانہ کو رونق بخشیں۔ آپ نے اس کی یہ التجا سن کر جھکا لیا اور کچھ دیر بعد سر اٹھا کر فرمایا۔ اچھا تیرا مدعا بر لانا خدا تعالیٰ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں ہے۔ تیری دعوت بھی ہمیں منظور ہے۔ چنانچہ آپ اس کے گھر تشریف لے گئے۔ اس مجمع دعوت میں اور بہت سے مشائخ موجود تھے۔ چنانچہ دسترخوان پر جہاں طرح طرح کے کھانے چنے ہوئے تھے۔ ایک سر بمہر مٹکا بھی دسترخوان کے کنارے رکھا ہوا تھا۔ آپ سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے اور تمام اہلِ محفل پر آپ کے رعب سے سکوت چھایا ہوا تھا۔ اس مٹکا کو دیکھتے ہی آپ نے اپنے خادم شیخ علی سے فرمایا۔ اس مٹکے کو میرے پاس اٹھا لاؤ اور اس کو کھول کر تمام اہلِ محفل کو دکھا دو۔ شیخ علی تعمیلِ ارشاد بجا لائے اور جیسے ہی مٹکے کا منہ کھولا تو اس لڑکے کو دیکھتے ہی فرمایا۔ اے لڑکے اٹھ اب اللہ کے حکم سے تیرے تندرست ہونے کا وقت آگیا ہے۔ چنانچہ آپ کا ارشاد سنتے ہی وہ لڑکا تندرست آدمیوں کی طرح اٹھ کر چلنے پھرنے لگا۔ اہلِ محفل اس کرامت کو دیکھ کر محوِ حیرت ہو گئے اور آپ اہلِ محفل کی اس محویت میں کھانا کھائے بغیر اپنے گھر واپس تشریف لے آئے۔

٤۔ ایک شخص عبداللہ ذیال نامی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو اس وقت کافی اندھیرا ہو چکا تھا۔ آپ اپنے عصا کو ٹیکتے ہوئے باہر آئے۔ ان کو دیکھ کر میرے دل میں خیال ہوا کہ آپ اپنے

عصائے مبارک سے کوئی کرامت دکھائیں تو کیا ہی اچھا ہو۔ اس خیال کے آتے ہی آپ مسکرائے۔ اور عصا کو زمین میں گاڑ دیا۔ خدا کی قدرت سے وہ اسی وقت شمع کی مانند چمکنے لگا اور تقریباً ایک گھنٹہ تک جب تک کہ میں آپ کی خدمت میں رہا۔ بدستور روشن رہا۔ اور اس کی روشنی سے تمام ارد گرد روشن ہو رہا تھا۔ جب میں واپس چلنے لگا۔ تو آپ نے عصا پھر اکھاڑ لیا اور پھر ویسے کا ویسا ہو گیا آپ نے پھر فرمایا کہ زیال تم یہی چاہتے تھے

۵۔ ابو سعید عبداللہ بن احمد ازجی۔ بیان کرتے ہیں کہ میری سولہ سالہ لڑکی کوٹھے کی چھت پر سے غائب ہو گئی تھی۔ ہر چند تلاش کیا۔ مگر اس کا کہیں پتہ نہ چلا۔ اس خیال کہ کہیں کوئی آسیب اسے اٹھا کر نہ لے گیا ہو۔ میں جناب غوث پاک کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور تمام واقعہ عرض کیا اور اپنی پریشانی ظاہر کی۔ حضور نے فرمایا کہ آج رات کو کرخ کے میدان میں پانچویں ٹیلے کے پاس اپنے ارد گرد حصار یعنی دائرہ زمین پر کھینچو۔ اور یہ پڑھیے — بسم اللہ علیٰ نیتہ عبد القادر، اور اس کے بعد جو عمل حضور نے فرمایا۔ میں بتاؤں گا اسے پڑھو۔ رات کو اگرچہ خوفناک اور مہیب صورتیں تمہیں ڈرائیں گی۔ تاہم تم کوئی خوف نہ کرنا۔ صبح کو جنات کا بادشاہ آپ کے پاس آئے گا۔ اور تیری خواہش تم سے دریافت کرے گا۔ چنانچہ یہ واقعہ اس سے کہہ دینا اور کہنا کہ عبد القادرؒ نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ جیسے بھی ہو میری لڑکی کو تلاش کرا دو۔ چنانچہ آپ کے ارشاد کے مطابق کرخ کے ویرانے میں گیا۔ اور آپ نے جس عمل کی تلقین کی تھی۔ اس پر عمل کر کے ورد کرنے لگے، فی الواقع رات بھر مجھے مہیب صورتوں نے خوف و ہراس دلانے کی کوشش کی۔ مگر جب صبح ہو گئی تو جنوں کا بادشاہ معہ اپنی جماعت کے ایک خوبصورت گھوڑے پر سوار ہو کر میرے پاس آیا اور آکر دریافت کیا۔ کہ تمہاری کیا خواہش ہے۔ میں نے کہا کہ جناب غوث الاعظم السید عبد القادر جیلانی نے مجھے آپ کے

پاس بھیجا ہے تاکہ آپ میری گم شدہ لڑکی کو تلاش کر کے میرے پاس بھجوا دیں۔ جنوں کے بادشاہ نے یہ سنتے ہی اپنے سواروں سے کہا کہ جس نے یہ کام کیا ہے۔ اس کو میرے پاس حاضر کرو۔ بادشاہ کا یہ حکم سنتے ہی کچھ دیر بعد ایک سوار ایک سرکش جن کو مع اس گم شدہ لڑکی کے لے کر حاضر ہو گیا۔ تو بادشاہ نے پوچھا کیا یہی تمہاری لڑکی ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں تو اس نے سرکش جن کو قتل کر دیا۔ اور لڑکی میرے حوالے کر دی۔

۶۔ ایک دفعہ سلطان مراد ثانی رابع کا فوجی افسر بغداد میں اس خیال سے کہ شاید وہیں آیا کہ بغداد کو عجمیوں کے قبضہ تصرف سے لیا جائے۔

اس افسر نے اس کی تحقیقات شروع کی کہ عجمیوں کے قلعہ کا کون سا دروازہ کمزور ہے۔ تاکہ میں اس کمزور دروازے سے اپنے لشکر کو قلعہ میں داخل کر دوں۔ وہ اسی غور و خوض میں تھا کہ اس کو نیند آ گئی۔ اس حالت میں خواب دیکھتا ہے کہ حضور شیخ عبد القادر قدس سرہ مثل باز کے بغداد کی شہر پناہ کے ایک دروازے پر تشریف فرما ہیں۔ اور فرما رہے ہیں کہ اس دروازے سے فوج کو داخل کر دو۔ پس اس افسر کی آنکھ کھل گئی بیدار ہو گیا۔ اور اس کو یقین ہو گیا کہ بغداد کو واپس لینے میں لشکر عثمانی کو فتح اور کامیابی نصیب ہو گی۔ جب کہ اسی دروازہ سے فوج داخل کی جائے۔ افسر نے اس خواب کی اطلاع بادشاہ کو کی اور تمام لوگوں کو خوشخبری سنائی گئی۔ اور بادشاہ بغداد کو واپس لینے میں کامیاب ہو گیا۔ حضور غوث پاک کی کرامات کے لئے ایک دفتر چاہیے۔ اس چھوٹے سے رسالہ میں اسی پر اکتفا کرنا چاہیے۔

خصائل

اکثر علمائے کرام اور صوفیائے عظام کا یہ فیصلہ ہے کہ ہم نے آپ کے زمانہ میں آپ جیسے اوصاف کا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ آپ امام وقت شیخ، فقیہہ اور صلح تھے۔ نہایت رقیق القلب اور ذکر و فکر میں رہا کرتے تھے۔

حافظ زین الدین بن رجب نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ آپ علامہ دہر ہونے کے علاوہ سلطان المشائخ اور اہلِ طریقہ کے سردار تھے۔ آپ کو خلقت میں شرف قبولیت حاصل تھا۔ آپ اپنے علم و عمل، مکاشفات و کرامات سے دور دور تک مشہور ہو گئے تھے۔ غربا و مساکین نے آپ کے لطف و کرم سے فیض حاصل کیا۔ خلفا، وزرا اور امرا آپ کی عظمت کے قائل تھے۔ امام حافظ ابو عبداللہ محمد بن یوسف نے اپنی تصنیف میں تحریر کیا ہے کہ آپ مستجاب الدعوات اور نہایت رقیق القلب تھے۔ علم دوست، خلیق، منکسر المزاج اور سخی تھے۔ آپ کی زبانِ مبارک سے کسی شخص نے کبھی لغو یا فحش بات نہیں سنی، اور نہ ہی کوئی آپ کے روبرو لغو اور فحش بات کرنے کی گفتگو کر سکتا تھا۔ اگرچہ آپ کی شوکت اور عظمت سے سلاطین تک تھراتے تھے۔ لیکن آپ مسکین اور بے نوا غربا سے اخلاق اور محبت سے ملتے تھے۔ اور ہر شخص یہ خیال کرتا تھا کہ آپ مجھ کو سب سے زیادہ عزیز سمجھتے ہیں۔ آپ ہمیشہ اور مہمانوں کے ساتھ کھانا تناول فرماتے تھے۔ مریضوں کی طبع پرسی فرماتے تھے۔ آپ کی خدمتِ عالیہ میں جس قدر تحفہ تحائف آتے تھے۔ آپ ان کو ہاتھ نہیں لگاتے تھے۔ بلکہ غربا کو تقسیم فرماتے تھے۔ آپ ان تحفہ کے عوض کوئی نہ کوئی تحفہ بھی عنایت فرماتے تھے، صاحب ثروت اور امرا و سلاطین کی نہ کوئی دعوت قبول کرتے تھے نہ ان کی تعظیم کرتے تھے۔ ہمیشہ احکام الٰہی کی بجا آوری کے لئے کوشاں رہتے تھے۔ اور ایسی ہی تلقین کرتے تھے۔ اگر کوئی خلاف ورزی احکام الٰہی کرتا تو آپ غضب ناک ہوتے تھے۔ قرب خداوندی آپ کا ادب، آپ کا ندیم، آپ کا مونس، آپ کا ہم نشین، اور آپ کا روزینہ اور صدق یقین تھا۔ اور شریعت پر ظاہر اور باطن دونوں طرح آپ کا عمل تھا اور یہی وہ اپنے محبوں سے چاہتے تھے۔ آپ کا سب سے

اضطراب اور سب سے بڑی خواہش یہی تھی۔ کہ مخلوق اپنے خالق کی رضا جوئی میں کوشاں رہے۔ چنانچہ آپ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں اے عزیزو، شہوات اور خواہشات نفسانی سے پرہیز کرو۔ خواہش کی پیروی مت کرو۔ اس لئے کہ وہ تم کو اپنی پیروی میں لگا کر خدا کی راہ چھڑا دے گی۔ غفلت کے بدن سے باہر آؤ۔ اور اس گروہ سے جن کے قلوب یادِ خدا سے غافل ہیں۔ اور ان لوگوں میں سے ہو جاؤ جن کو تجارت اور کاروبار یادِ خدا سے غافل نہیں کرتا۔ زمین پر جو کچھ اللہ نے زمین میں بنایا ہے اس کی زینت کو اس کی ہوا و ہوس کو جوان مردوں کی طرح غور کرو تاکہ تم فتنہ ہلاکت کی منزلوں میں الجھ کر نہ رہ جاؤ۔ اے آنکھ والو عبرت حاصل کرو کہ کوئی چیز ایسی نہیں ہو خدا کی تسبیح میں مشغول نہ ہو۔ اس کی یاد نہ کرتی ہو۔ لیکن انسان اس طرف مائل ہی نہیں ہوتا جس کو توقعات اور آرزوئیں غافل کئے ہوئے ہیں اور اس غفلت ہی میں عمر عزیز کھو رہا ہے۔ پس خواب غفلت کو چھوڑ دو اور اس ذات کی تسبیح کرو جس نے جن اور انس کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا اپنی معرفت کے لئے پیدا کیا۔ اس بحرِ معرفت میں ہی گوہر مقصود ہے جو فلاحِ عظیم کا باعث ہے۔ پس تضرع اور زاری عجز اور انکساری سے اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو اسی کو پکارو اسی سے مدد مانگو۔ اور اسی کے بتائے ہوئے راستہ کو اختیار کرو۔ تم یقیناً کامیاب ہو جاؤ گے۔

ہم لوگ جو ان کی یاد مناتے ہیں یا ان کا تذکرہ کرتے ہیں۔ حضور کی دعوت اور محاسن سے سبق حاصل کریں اور حضور غوث پاک کے شیدائی ہونے کی صورت میں ان کے ارشادات پر عمل کریں اور دین میں زندگی پیدا کریں۔ جس کے لئے حضور غوث پاک نے تمام زندگی، تمام علم، تمام صلاحیتیں اور تمام توجہات صرف کر دیں اور محی الدین کا لقب پایا۔ اگر ہم احیائے دین کے لئے کچھ نہیں کرتے۔ بلکہ رسمی طور پر مریدی کا دم بھرتے ہیں۔

تو خود خیال فرمائیں کہ ہم کہاں تک ارشاداتِ پیر کے حامل و عامل ہیں اور اگر ہم اس سرتاجِ اولیاء کی ارشادات کی تکمیل کے لئے کوشش ہی نہیں کرتے۔ تو پھر کس طرح ان کے فیضان اور توجہ کے حقدار ہو سکتے ہیں۔

محی الدین کی وجہ تسمیہ آپ سے ایک دفعہ دریافت کیا گیا کہ آپ کو محی الدین کیوں کہتے ہیں۔ فرمایا یہ میرا لقب ہے جب ۵۱۱ھ میں میں بغداد واپس آیا تو اس وقت شہر کے باہر مجھ کو ایک مریض ملا۔ جو نہایت کمزور نحیف البدن تھا اس نے مجھے سلام کیا۔ اور کہا کہ مجھے اٹھا کر بٹھلاؤ۔ چنانچہ میں نے سلام کا جواب دیا اور اس کو سہارا دے کر اٹھایا۔ میں نے دیکھا کہ اس کی حالت فوراً بدل گئی۔ اور وہ خوش اندام، تندرست موٹا تازہ ہو گیا۔ میں یہ احوال دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اور مجھے ڈر بھی معلوم ہونے لگا۔ اتنے میں اس شخص نے مجھ سے کہا کہ جانتے ہو کہ میں کون ہوں۔ میں نے کہا کہ نہیں جانتا کہ آپ کون ہیں۔ اس پر اس نے جواب دیا کہ دینِ اسلام ہوں جو مرنے کے قریب تھا۔ لیکن مجھ کو اللہ تعالےٰ نے آپ کی بدولت پھر زندہ کیا ہے۔ میں اس شخص کو وہیں چھوڑ کر جامع مسجد میں آیا۔ یہاں ایک شخص نے مجھ سے ملاقات کی اور یا سید محی الدین کہہ کر پکارا۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا۔ تو لوگ چاروں طرف سے میری طرف اکٹھے ہوئے اور دست بوسی کرنے لگے۔ حالانکہ اس سے پہلے کسی نے مجھ کو اس نام سے نہ پکارا تھا

اس وقت کوئی ولی اللہ، عابد، عارف، شیخ ایسا نہیں جس نے امکان بھر حضور پاک کی مدح سرائی نہ کی ہو۔ چنانچہ اس بیان میں مختلف کتابیں بزرگانِ دین کی بھری پڑی ہیں جن میں چند کے یہ نام ہیں۔

	نام کتاب	مصنف
۱	اخبار الاخبار	شیخ عبدالحق محدث دہلوی
۲	جواہر الاسرار	شیخ شرف الدین سید یحییٰ ابن غوث پاک
۳	بہجۃ الاسرار	امام علی نور الدین الشطنوفی
۴	نکات الاسرار	سید آدم بنوری رح
۵	زبدۃ الاسرار	شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح
۶	تحفۃ الاسرار	جلال الدین بخاری رح
۷	عوارق الاسرار	شیخ عبدالحق بلخی رح
۸	اقتباس الانوار	بدیع الدین شاہ مدار رح
۹	نور العاشقین	شیخ رشید بن محمد جنیدی رح
۱۰	سید المسافرین	مخدوم جہانیاں جہاں گشت
۱۱	سفینۃ الاولیاء	محمد داراشکوہ
۱۲	تشریح الاولیاء	حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رح
۱۳	مکتوب	شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانی
۱۴	خلاصۃ المفاخر	امام عبداللہ الیافعی رح
۱۵	شواہد النبوت	مولانا جامی رح
۱۶	خلاصۃ القادریہ	شیخ شہاب الدین سہروردی رح
۱۷	انیس القادریہ	شیخ بہاء الدین آملی رح
۱۸	تحفۃ القادریہ	شیخ ابو المعالی بغدادی رح
۱۹	لطف القادریہ	شیخ نور اللہ قطبی رح

	نام کتاب	مصنف
۲۰	رسالہ غزیبہ	شیخ احمد مغربی رح
۲۱	انوار محمدی	سید احمد کبیر رفاعی رح
۲۲	رسالہ اولیا	شیخ ہاشم علوی رح
۲۳	اسرار السالکین	شیخ فرید الدین گنج شکر رح
۲۴	ملفوظات	شیخ محمد ابراہیم بدری رح
۲۵	رسالہ غوث الاعظم	سید محمد حسینی گیسو دراز چشتی رح
۲۶	روض الزاہر	علامہ قسطلانی رح
۲۷	انوار الناظر	امام ابی بکر رح
۲۸	روضۃ الناظر	ملا علی ۔ علامہ مجد الدین فیروز آبادی رح
۲۹	الطبقات الکبریٰ	القطب الربانی الہیکل صمدانی العارف باللہ تعالیٰ سیدی عبدالوہاب الشعرانی رح
۳۰	نزہت الخاطر	ملا علی رح
۳۱	نور الصبار	العالم الفاضل الشیخ سید الشلبنجی
۳۲	شمس المفاخر	محمد بن محمد حلبی رح
۳۳	باز اشہب	علامہ ابراہیم الدرانی رح
۳۴	تحفۃ الابرار	سید علاؤ الدین الحسنی المحمودی ۔
۳۵	قلائد الجواہر	غلام یحییٰ ۔

حضور غوث کے مناقب سے شرق سے غرب تک بچہ بچہ واقف ہے حصول برکت کے لئے چند روایات درج ذیل ہیں ۔

اکثر مورخوں نے کتب رجال سیر کے مصنفوں نے بالاتفاق آپ کو حامئ دین متین و امام شریعت و حقیقت لکھا ہے ۔ یہاں حبۃً حبۃً ان کی تحریروں سے نقل کیا جاتا ہے ۔ چنانچہ تاریخ اسلام میں لکھا ہے کہ حضور غوث پاک امام زماں و قطب دوراں پیرو ںکے پیر ہیں ۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ علم و عمل میں آپ سردار ہیں ۔ اور آپ کے بعد کوئی آپ جیسا پیدا نہیں ہوا ۔

خلاصۃ المفاخر میں امام عبداللہ لکھتے ہیں کہ آپ شیخ الاسلام اور سلطان الاولیا ہیں ۔ کل اہل زمانہ پر آپ کو فوقیت ہے ۔ آپ اپنے زمانہ میں درس و وعظ کے صدر نشین ہوئے ہیں ۔ آپ امام الفریقین (فقہا و فقرا) موضع الطریقین اور غوث الثقلین کے القاب سے ملقب ہوئے ۔ بڑے بڑے علماء کے گروہ عظیم نے آپ سے تربیت پائی ہے ۔ سیرۃ نبلا میں لکھا ہے کہ پیر ، امام ، عارف ، زاہد ، پیشوا ، شیخ الاسلام اولیا میں سب سے بڑے اور سر بلند ، اصفیا کے تاج ، سنت رسول اللہ کے زندہ کرنے والے ، جائے پناہ ، سید شریف اپنے جد امجد کی احادیث کے حافظ یہ ہیں شیخ محی الدین محمد عبدالقادر ۔ حافظ ابو سعید سمنانی اپنی مستند تاریخ میں حضور غوث پاک کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ مجتہد المذہب نیکوکار ، بہت بڑے دیندار ، خدا کو بہت یاد کرنے والے ہمیشہ اللہ کی فکر میں رہنے والے ہیں ۔

حافظ زین الدین رجب اپنے طبقات میں لکھتے ہیں کہ شیخ العصر و قدوۃ السالکین سلطان المشائخ و سید اہل طریقہ محی الدین ابو محمد عبدالقادر بن ابی صالح الجیلی شیخ زماں علامۂ دوراں ، پیشوائے خدا شناساں بادشاہ پیراں سردار صاحبان طریقت شہنشاہ اولیا ، بحر معرفت لوگوں کو ہدایت کے لئے حاضر ہوئے اور لوگ آپ کو پورا پورا مانتے تھے ۔ اہل سنت کو آپ کی ذات گرامی سے بڑے تقویت اور تائید ملی ۔ اور اہل بدعت

پیدا ہوئے آپ کا احوال اور اقوال وکرامات ومکاشفات کا شہرہ ہوا۔ اور ہر جگہ اور ملک ملک کے فتاوی آپ کی طرف آنے لگے۔ اللہ کی طرف سے ان کو تبدیل احوال اور خرق عادت کی بہت بڑی قوت ملی ہے۔۔

چنانچہ امام علی نورالدین الشطنوفی بہجۃ الاسرار میں سید شیخ شہاب الدین سہروردی کی زبانی روایت کرتے ہیں کہ ان کے چچا حضرت نجیب الدین سہروردی مجھ کو حضرت غوث پاک کی خدمت میں لے گئے اور عرض کی کہ میرا یہ بھتیجا ہے علم کلام پڑھتا ہے۔ ہرچند میں اس کو منع کرتا ہوں۔ مگر یہ باز نہیں آتا۔ حضور پاک نے مجھ سے پوچھا۔ کون کون کتابیں علم کلام کی تم نے پڑھی ہیں۔ عرض کیا کہ فلاں فلاں کتابیں پڑھی ہیں۔ اس کے بعد حضور نے اپنے دست مبارک کو میرے سینے پر پھیرا۔ تو جوں ہی انہوں نے میرے سینے سے ہاتھ ہٹایا۔ ان تمام کتابوں کا علم سلب ہوگیا اور ایک لفظ بھی میرے یاد نہ رہا بلکہ اس وقت سے میرے دل میں حکمت و معرفت کی باتیں یاد آنے لگیں اور میرا سینہ علم لدنی سے معمور ہوگیا۔

ایک بزرگ نے آپ کے باطن اور آپ کے لباس کا خلاصہ چند لفظوں میں اس طرح کیا ہے کہ حضور غوث پاک کے آنسو بہت جلدی آجاتے تھے۔ خوف خدا ان کو بہت تھا ملک کی ہیبت بہت پڑتی تھی۔ ان کی دعائیں مقبول تھیں خلق میں بڑے بزرگ تھے۔ سب آدمیوں سے زیادہ فحش باتوں سے دور تھے۔ اور امر حق میں سب سے قریب تھے۔ خدا کے احکام کی خلاف ورزی کرنے والے کے ساتھ سخت لڑنے والے تھے۔ اپنے نفس کی خاطر کسی پر غصہ نہ کرتے تھے۔ معاملات خدا کے سوائے کبھی ان کا چہرہ کسی کے خلاف نہ بدلتا تھا۔ مانگنے والے کو ٹالتے نہ تھے چاہے ان کے کپڑے اتارے۔ علم ان کو مہذب بنانیوالا تھا۔ قرب الٰہی ان کو ادب

ادب سکھلانیوالا تھا۔ انس ان کا مصاحب۔ سچ ان کی خوراک۔ فتح ان کا سرمایہ۔ بردباری ان کا جوہر۔ ذکر خدا ان کا وزیر۔ مکاشفہ ان کی غذا۔ مشاہدہ ان کی شفا۔ آداب شرع ان کا ظاہر اور اوصاف حقیقت ان کے راز تھے۔ اصل عربی حسب ذیل ہے:

کان سیدنا الشیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللّٰہ اقرب الناس الی الحق شدید الباس اذا انتھکت محارم اللّٰہ تعالیٰ۔ لا یغضب لنفسہ ولا ینتصر لغیر ربہ لا یرد سائلا ولو باحد ثوبیہ۔ کان العلم مہذبہ والقرب مربیہ والانس ندیمہ والصدق رأیتہ والفتح بضاعتہ والحلم صناعتہ والذکر وزیرہ والمکاشفۃ غذاؤہ والمشاھدۃ شفاؤہ وآداب الشریعۃ ظاھرہ واوصاف الحقیقۃ سرہ۔

جمیع اولیاء اللہ حضرت غوث پاک کو اپنا امام اور سردار مانتے ہیں۔ اور قدم پاک آپ کا تمام ولیوں کی گردن پر ہے جس وقت آپ نے بحکم الٰہی قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمایا تو اس وقت خواجہ خواجگان حضرت معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کشف سے معلوم کیا اور اپنی گردن کو جھکا کر فرمایا۔ بل علیٰ حدقۃ عینی۔ یعنی آپ کا قدم شریف میری آنکھوں کی پتلیوں پر۔ اور اسی طرح سیدنا ابو مدین مغربی جو ملک شام میں اس طرح مشہور ہیں جیسے ملک ہندوستان میں سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نوازؒ۔ چنانچہ نفحات الانس میں حضرت مولانا جامیؒ فرماتے ہیں۔ جس وقت حضور غوث پاک نے بغداد میں فرمایا تو حضرت ابو مدین شام میں تھے اور ان کو یہ کشف ہوا۔ اور وہیں انہوں نے گردن جھکا دی۔ اور کہا اللھم انی اشھدک واشھد ملائکتک انی سمعت واطعت یعنی بار خدا میں تجھ کو گواہ رکھتا ہوں کہ جو کچھ حضور غوث پاک نے فرمایا میں نے

اس کو سنا اور اس کی اطاعت کی۔

حلیہ شریف آپ کے متعلق شیخ موفق الدینؒ فرماتے ہیں کہ آپ نحیف البدن اور میانہ قد کے تھے۔ ابرو پیوستہ اور باریک تھے۔ سینہ کشادہ اور ریش مبارک بڑی اور گھنی اور چوڑی تھی۔ پیشانی بلند اور آواز اونچی تھی۔ مگر نہ اتنی کہ ناگوار گزرے۔ علم کامل کا اثر غالب رکھتے تھے۔ علماء کا لباس پہنتے تھے۔

وفات آپ کی عمر تقریباً نوے سال کی تھی کہ سنہ ۵۶۱ھ کے ربیع الثانی میں آپ کی طبیعت علیل ہو گئی اور علالت دن بدن بڑھتی گئی۔ اور اسی نے ہی مرض الموت کی صورت اختیار کی۔ آپ کی تاریخ انتقال کی نسبت اگرچہ کتب تاریخ میں اختلاف ہے لیکن ۱۱ ربیع الاوّل پر زیادہ اتفاق ہے اور یہ تاریخ وفات آپ کے تاریخ وفات کے اس مصرعہ سے نکلتی ہے ؎ وفاتش داں تو محبوب الٰہی۔ آپ نے وصیت کی تھی کہ شیخ قضیب البیان موصلی مجھے اپنے ہاتھوں سے غسل دیں چنانچہ مطابق وصیت عمل میں آیا۔ شیخ موصوف حضور کے مرید تھے۔ بیس سال خدمت عالیہ میں رہے۔ حضور پاک نے طریقہ قادریہ کی اجازت اور خلافت بھی آپ کو دیدی۔ اور اپنے دستِ مبارک سے خرقہ پہنایا۔ آپ امامت کرتے تھے۔ جنازہ کی نماز حضرت داؤد بن عبد اللہ نے پڑھائی۔ یوم وصال آپ نے ایک طویل سجدہ کیا اور تمام مومنین و مسلمین اور مریدین کے لئے بارگاہِ الٰہی میں نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ بخشش کی دعا کی۔ نزع کے وقت یہ کلمات فرمائے۔ میں پناہ مانگتا ہوں۔ اس خدا سے جس کا کوئی شریک نہیں جو زندہ ہے نہ اسے موت ہے نہ خوف ہے پاک ہے وہ ذات جسے بندوں پر موت طاری کرنے کا غلبہ اور قدرت حاصل ہے۔

کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور محمد الرسول اللہ اس کے رسول ہیں۔ ابن جوزی کے نواسے علامہ شمس الدین ابو مظفر یوسف نے لکھا ہے کہ آپ کے جنازہ میں لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ آپ کے متعلقین آپ کا جنازہ دن کے وقت نہیں اٹھا سکے۔ چنانچہ ابیری نے بھی لکھا ہے کہ آپ کی وفات حسرت آیات کے دن بغداد شریف کی تمام سڑکوں پر لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ گزرنا مشکل تھا۔ اور انبوہ کثیر کی وجہ سے آپ کا جنازہ اٹھانا مشکل ہو گیا تھا۔ بغداد کا کوئی آدمی بھی ایسا نہ ہوگا جو آپ کے جنازہ میں شریک نہ ہوا ہو۔ آپ کو رات کے وقت آپ کے مدرسہ میں سپرد خاک کیا گیا اور سائبان لگا کر مدرسہ کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ صبح کو دروازہ کھلتے ہی ہزارہا لوگ مزار اقدس پر فاتحہ خوانی کے لئے حاضر ہوئے اور کئی دن تک مخلوق کا یہ اژدہام رہا۔ اور آج تک لوگ حضور کے مزار اقدس پر حاضر ہو کر فیض یاب ہوتے ہیں۔

وصایا دوران علالت میں آپ سے آپ کے صاحبزادوں نے عرض کیا کہ کچھ نصیحتیں فرمائیے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو۔ خدا سوائے کسی سے نہ ڈرو اور خدا کے سوائے کسی سے کوئی امید نہ رکھو۔ نہ اس کے سوائے کسی سے کوئی امید رکھو نہ سوائے اس کے کسی پر بھروسہ رکھو۔ توحید پر مکمل اعتماد رکھو کیونکہ توحید ہی وہ چیز ہے۔ جس پر سب کا اتفاق ہے۔ فرمایا میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرنا اور اس کی بندگی اور شریعت کو لازم کر لینا شرعی حدود کی حفاظت کرنا۔ اور خوب سمجھ لو کہ میرا طریقہ کتاب اور سنت سے وابستہ ہے۔ دل کشادہ رکھنا، فیاضی اور سخاوت اختیار کرنا۔ ظلم سے بچنا، تکلیف اور مصیبت میں صبر اور تحمل سے کام لینا۔ بھائیوں کی خطا سے درگزر کرنا۔ حضور غوث پاک سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے اب تک نکاح کیوں نہیں کیا۔

آپ نے فرمایا بے شک میں اب بھی نکاح نہ کرتا۔ لیکن جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اس لئے میں نے نکاح کر لیا۔ چنانچہ فرمایا کہ اگرچہ نکاح کا ارادہ بھی ہو گیا۔ تاہم ایک مدت تک اسے التوا میں رکھا۔ اس وجہ سے کہ میرے اوقات میں کدورت پیدا ہو گی۔ فرمایا کہ ہر کام کا وقت مقرر ہے اور جو کام قدرت کو منظور ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ بالآخر میں نے نکاح کیا اور حضور نے چار بیبیوں سے نکاح کیا اور ان ازدواج سے حضور کے ستائیس صاحبزادے اور اٹھارہ صاحبزادیاں تھیں جن میں سے بعض حضور کے عین حیات ہی میں وفات پا گئے۔ آپ کی اولاد آپ کی وفات کے بعد مختلف اقطاع عالم میں پھیل گئی۔ آپ کی ساری کی ساری اولاد صاحب فضل و کمال تھی۔ اور مستجاب الدعوات تھی۔ آپ کی ما شاء اللہ کی اولاد کی بھی قابل قدر تصنیفات موجود ہیں۔ جو ان کے عالم اجل اور فاضل بے بدل ہونے کا ثبوت ہے آپ کی اولاد کبار میں سے بعض کے مختصر حالات یہ ہیں۔

السید الشیخ عبدالرزاق رضی اللہ تعالےٰ عنہ

بڑے پایہ کے ولی اور صاحب کمال ہیں۔ آپ ۵۲۸ھ ذیقعد کو پیدا ہوئے۔ آپ نے تحصیل علم اپنے والد بزرگوار سے کیا آپ حدیث اور فقیہ حافظ ذہبی نے اپنی کتاب تاریخ اسلام میں لکھا ہے کہ السید الشیخ عبدالرزاق نے اپنے والد کے علاوہ مشائخ کبار سے بھی علم حدیث کی تکمیل کی آپ صداقت ثقاہت، تواضع، صبر، مکارم اخلاق، حسن عفت کے حامل تھے۔ بلکہ ہمہ صفت موصوف تھے۔ عموماً کنارہ کش رہتے اور ضروریات دینی کے علاوہ بہت کم باہر نکلتے تھے

باوجود وسعت کے سخی تھے۔ طالب علموں سے نہایت محبت رکھتے تھے۔ ہفتہ کے دن ۶ شوال کو ۶۰۳ھ میں بغداد ہی میں آپ نے وفات پائی۔ اور باب حرب میں مدفون ہوئے۔

ابن نجار نے بیان کیا ہے کہ جب کوچۂ نماز جنازہ کا اعلان کیا گیا ہے تو شہر میں اس قدر ہجوم ہو گیا کہ پہلے بیرون شہر آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی پھر آپ کا جنازہ جامع رصافہ میں لایا گیا۔ یہاں بھی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ اس طرح باب الوسیت الحلقا ر باب الحریم و مقبرہ امام حنبل اور کئی دیگر مقامات پر آپ کے جنازہ کی نماز ادا کی گئی۔

السید الشیخ عبدالعزیز رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا غوث الاعظم کی اولاد میں سے سب سے زیادہ علم و فضل اور ادب میں اور اپنے والد بزرگوار کے طریقہ پر زہد و تقویٰ میں زیادہ مشہور ہوئے وہ آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالعزیز ہیں علم فقہ اور حدیث اپنے والد بزرگوار ہی سے پڑھیں۔ آپ نے ابن منصور عبدالرحمٰن ابن محمد القزاز سے بھی اور علم حدیث کے بڑے بڑے علماء اور علم فقہ کے سمندروں سے بغداد میں حدیث سنی۔ پھر وعظ فرماتے رہے۔ درس دیتے رہے اور آپ سے بہت لوگوں نے علم حاصل کیا۔ آپ بغداد سے جبال یعنی پہاڑی علاقہ کی طرف کوچ کر گئے اور ۵۸۵ھ ہجری میں اسے اپنا وطن بنایا۔ اس کے بعد آپ نے عسقلان کے شہر پر حملہ کیا اور اسے خلیفہ کے لئے مفتوح کیا اور وہاں کی حالت درست کر دی۔ اور وہاں جو دین کے لئے مضر اور مخالف چیزیں تھیں ان کو ختم کر دیا آپ نے بیت المقدس کی زیارت کی۔ آپ ماہ شوال ۵۳۲ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے

ہوئے اور ربیع الثانی ۶۰۲ھ ہجری بروز چہارشنبہ اس عالم جہان میں وفات پاگئے

السید الشیخ حضرت عبدالوہاب رضی اللہ عنہ

ماہ شعبان ۵۲۲ھ میں بمقام بغداد آپ تولد ہوئے

آپ نے اپنے والد بزرگوار حضور غوث پاک سے فقہ پڑھی۔ اور ابی غالب سے حدیثیں پڑھیں۔ اور عرصہ تک اپنے والد بزرگوار کے مدرسہ میں درس دیتے رہے۔ ۵ ماہ شوال ۵۹۳ھ کو فوت ہوئے اور اپنے والد بزرگوار کے جوار میں مدفون ہوئے۔ حضور غوث پاک کی اولادوں میں سے حضرت عبدالرزاق رضی اللہ عنہ حضرت عبدال اور حضرت ابراہیم کی اولاد پھولی پھلی ہے۔

خاندان گیلانیہ

یہ شریف خاندان گیلانیہ مہر تاباں کی طرح بغداد میں ظاہر ہوا اور تمام شہروں میں اپنی فضیلت، اپنی بزرگی، اپنی عزت، اپنے غلبہ اور تسلط اور سرداری کے باعث جلد تریں مشہور ہو گیا۔ ملک عراق میں ہلاکو خاں کی تباہی اور ایرانیوں کے حملوں اور داخلی فتنوں نے بغداد کی شرافت کو تباہ و برباد کیا۔ وہاں کی بزرگی کو ضائع کیا۔ وہاں کے رہنے والوں کو منتشر اور پراگندہ کیا۔ اور وہاں مردان کار کو متفرق کر دیا۔ جب اس خاندان کے افراد وہاں لوٹ کر آئے اور متفرق شہروں سے وہاں جمع ہو گئے اور اپنے جد اعلیٰ حضرت الشیخ السید عبدالقادر جیلانی کے مسلک پر چلنے لگے۔ پھر وہ اپنی کو آداب کے جمع کرنے فضائل کے حاصل کرنے اور اپنی عقلوں کو دینی حیثیت اور علمی حیثیت سے درست اور باکمال کرنے کی طرف توجہ کرنے لگ گئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اولاد علی کی بزرگی اور شرافت کو بلند کیا اور ان کی عزت کو دوبارہ بحال کر دیا۔ تب ان کے ارد گرد ممالک کے رہنے والے جمع ہو اور ان کے فضل و کمال علم و فضیلت اور سرداری کا سب نے اقرار کر لیا۔ عراق میں

بہت سے بڑے بڑے اور شریف خاندان ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض خاندان تو وہ ہیں کہ جن کا ظہور افراد خاندان کے علم کی وجہ سے ہوا۔ یا اس کے مردان کار کی کسی کارگزاری سے ہوا۔ یا خاندان میں سے کسی کے مال و دولت کی وجہ سے ہوا یا ان میں سے کسی شخص کے برسر اقتدار آنے کی وجہ سے ہوا۔ اسی طرح کچھ اور بھی اسباب ہوئے۔ جن کی وجہ سے خاندانوں کو نمایاں مقام حاصل ہوتا ہے۔ لیکن ان خاندانوں میں کوئی شریف خاندان ایسا کم ہو گا کہ جس میں ظہور اور ترقی کے اسباب یکجا جمع کئے ہوں۔ سوائے اس قدیم خاندان کے جو تمام ممالک میں خاندان ہاشمیہ گیلانیہ یا نقابت قادریہ کے نام سے مشہور رہے۔

جب سلطان مراد خاں مرحوم نے ایرانیوں پر حملہ کیا اور شکست دی اور بغداد فتح کیا۔ اس نے خاندان قادریہ کے محاسن و کمالات کو پھر دوبارہ لوٹا دیا۔ ان کے نام وظائف مقرر کئے اور حضور غوث پاک کی اولاد کو آگے بڑھایا۔ اس طور پر ان میں سے کچھ لوگ نگرانی کرنے والے کچھ سنبھالنے والے مقرر کئے۔

نقیب الاشراف

ان میں سے جو سب میں عمر میں بڑا، شان کے لحاظ سے عظیم اور صلاح و تقویٰ سے مشہور و معروف اور خیر و فلاح میں ممتاز ہوتا۔ نقیب مقرر ہوتا ہے تاکہ وہ دربار کے حالات اور اوقاف کو دیکھتا رہے۔ اور فقیروں کے ساتھ ان کے ناداروں اور فقیروں کی خبر گیری کرتا رہے۔ پھر اس وجہ سے ان کا دائرہ وسیع ہونے لگا۔ اور بغداد والوں کے دلوں میں ان کا احترام بڑھ گیا۔ عراق کے لوگ کسی بادشاہ کے سامنے اپنی گردنیں نہیں جھکاتے۔ اور [illegible] امیر اور کسی چھوٹے بڑے کے سامنے اس قدر دبتے ہیں۔ جتنا کہ وہ ان میں سے کسی معلوم سید اور مشہور عالم کے سامنے اس لئے کہ دین کے ممتاز آدمیوں کا احترام ان

کے ہاں بادشاہِ وقت کی اطاعت سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ جیسا کہ ان ملکوں کے بادشاہوں کے حالات کی کیفیت سے ظاہر ہوتا ہے۔

چونکہ عاملانِ بلاد اور قوموں کے سرداران کی تعظیم و تکریم کرتے تھے حکومت نے مصلحت سمجھی کہ نقابت کو ایک شریف عہدہ قرار دے اور اس پر حکومت کا اثر ہو اور حکومت کے ہاں اس کی بڑی قدر ہو۔ تاکہ حکومت پوری قوم کو اس نقیب کی زبان اور شرافت اور سید ہونے کے واسطے سے اپنے ارادہ کے تابع بنا دیں اور اپنی طرف متوجہ کر سکیں۔ اسی طرح حضرت سیدنا شیخ عبدالقادرؒ کی اولاد سردار بن گئی۔ اور ساری امت میں ان کو شرافت عظمیٰ اور اعلیٰ مقام حاصل ہو گیا۔ چنانچہ انہوں نے جانوں اور مالوں سے امت محمدیہ کی خدمت کی۔ اس سلسلہ میں ان کی کارگزاریاں معلوم اور مشہور ہیں۔

نقابت کے معنی لغت کے اعتبار سے اس کی تحقیق یہ ہے کہ نقیب وہ شخص ہوتا ہے جو کسی قوم کے حالات کو دیکھنے والا اور ان کو اچھی طرح جاننے والا ہو اور قوم کا سردار اور ان کے نیک و بد کا ذمہ دار ہو۔ پس نقیب وہ شخص ہوتا ہے جو سخت سے سخت مواقع میں بھی قوم کی ذمہ داری کو سنبھالتا ہے اور ان کو سختی اور نرمی کے اوقات بتاتا رہے۔ اس لئے کہ وہ ان کا سردار ہوتا ہے اور سردار سے ہی اپنی قوم کے بارے میں پوچھا جاتا ہے اور چونکہ نقیب حکومت اور قوم کے درمیان تعلقات کو استوار رکھنے کا ایک ذریعہ ہوتا ہے۔ اس لئے زمانہ قدیم سے حکومتیں قوم کی نگرانی اور اس کے خم کو سیدھا کرنے کی ذمہ داری اس کے متعلق کر دیتی ہے۔ اجماع اور شریعت کی حیثیت سے بھی اس کے لئے بہت بڑا مقام ہے تو اس لئے مسلمان بادشاہوں اور خلفائے وقت

نے اس کے لئے اونچا مقام مقرر کیا ہے۔ جیسا کہ دولتِ امیہ، دولتِ عباسیہ اور دولتِ عثمانیہ کی تاریخ کی مراجعات سے ظاہر ہے۔ نقیب حکومت کے چلانے والوں کو قوم کے حالات ترقی اور تنزلی سے آگاہ کرتا ہے۔ تاکہ حکومت ان کے اسباب اور علاج میں متوجہ ہوں۔ نقابت کا یہ عہدہ اسی طرح جاری رہا۔ اور اس کو اور اس کو شرافت کا اونچا مقام حاصل تھا۔ نقیب الاشراف حضرات کی نرینہ اولاد یعنی بیٹے اپنے نام کے ساتھ نسبت پدری کی وجہ سے نقیب زادہ کا اضافہ کرتے ہیں۔ لیکن جو حضرات کہ نقیب الاشراف کی اولاد سے بیٹی ہوتے۔ وہ اپنے نام کے صرف الگیلانی کا لفظ شامل رکھتے ہیں۔

حق بات یہ ہے کہ اس خاندان کے گزشتہ بزرگوں نے اپنے اندر تمام اچھے اخلاق جمع کر دیئے تھے۔ انہیں میں تجربہ کار سیاستدان، عالم، ادیب، جری اور بہادر اور بڑے بڑے سخی، غیرت مند، وطن پرست، زاہد و پارسا، متقی و صالح ظاہر ہو گئے تھے۔ اور اول سے آخر تک اس خاندان میں ایسے ایسے آدمی پیدا ہوتے رہے ہیں جو آگے بڑھنے میں معروف اور کارناموں میں مشہور ہیں۔ اس خاندان میں علم و ادب کے میدانوں میں بڑے بڑے مردانِ کار نمایاں ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے ہر فن میں اپنے کامیاب تیر چلائے ہیں۔ اور ان کی اپنی اپنی ایسی خدمات ہیں جن سے ان کی شہرت تمام عالم میں پھیل گئی ہے اور جن کی خوشبو تمام اطرافِ عالم میں مہک رہی ہے۔ اور جن کا ذکرِ خیر صحراؤں میں بھی ہے اور آبادیوں میں بھی۔ اس خاندان کے گزشتہ بزرگوں کے معاصر علماء نے ان کے بارے میں بھی کتابیں مدون کر کے لکھی ہیں اور شعراء نے ان کے ذکرِ خیر کو اشعار میں بیان کیا ہے اور ان کے محاسن اور کمالات میں بہت کچھ لکھا ہے۔ اس گیلانی خاندان کے لئے ایک عالمگیر، بلند تر اور عظیم الشان شہرت ہے،

کہ دوسروں کی شہرت اس کے قریب بھی نہیں پہنچ سکی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ وہ حضرات ہیں کہ جب وہ میدان میں کھڑے ہوں تو یہی بادشاہ ہیں اور جب پکڑنا چاہیں یہی زبردست ہیں۔ جب گفتگو کریں یہی علما ہیں۔ جب کسی مسئلہ پر دلیلیں دیں تو یہی ادیب ہیں۔ اور جب ان کا ذکر ہو تو یہی عبادت گزار ہیں۔

اسی چیز نے بدنہاد بادشاہوں کو پریشان کیا اور امرار کو مبتلائے رشک کر دیا۔ جیسا کہ سید محمود آفندی مرحوم کا موقف علی بادشاہ کے سامنے رہا۔ اور مرحوم سید علی آفندی ابن سید سلیمان آفندی مذکور کا موقف سلطان عبد المجید کے سامنے تھا اور سید سلیمان بن سید علی کا موقف سلطان ناصر الدین شاہ ایران کے ساتھ تھا اور سید سلیمان نے تمام کردستان تا کرنت فتح کیا اور ترکی کی سلطنت میں شامل کیا۔ ترکی کا سلطان عبد المجید ان ہی کا مرید تھا لہذا اس نے آپ کے لئے بہت سے اوقاف اور خطابات بھی جاری کئے تھے۔ اسی طرح السید عبد الرحمٰن جن کا ذکر خیر آگے آئیگا ان کا موقف جنرل MOUT کے ساتھ تھا۔ جو آپ کا سخت حریف تھا۔ اسی طرح سید محمود حسام الدین نے کرنل واٹکس اور ریلی کاکس کی مخالفت کی اور ان کا قافیہ تنگ کر رکھا۔ السید رشید عالی ابن سید عبد الوہاب الگیلانی انگریزی اقتدار کو اور انگریز پرستی کا سخت مخالف رہا ہے۔ اسی طرح پیر سید ہاشم سعود ابن السید شیخ المشائخ عبد الرحمٰن نقیب اور اسی طرح پیر السید احمد عاصم نقیب ابن السید عبد الرحمٰن مذکورۃ الصدر اور شیخ پیر السید الشیخ محمد جمال الدین الگیلانی نقیب الاشراف ابن المرحوم السید شیخ پیر محمود حسام الدین آفندی القادری الگیلانی وغیرہم جن کا مفصل ذکر خیر مشروحاً آگے چل السید والشیخ المشائخ حضرت عبد العزیز صاحب کی اولاد کے نقبا و سجادہ نشینان کے تحت آئیگا تمام کے تمام بزرگ و بلند، خدا پرست، رحم دل، سخی بردبار عالم، عابد، زاہد کامل واکمل ہونے کے علاوہ

غیور اور غیر مسلم بادشاہوں کی سرپرستی کے سخت دشمن تھے اور ہیں اور آزادی اسلام کے حامی اور مددگار ہیں۔ اور بدخواہانِ اسلام کے سخت حریف ہیں اور بادشاہانِ اسلام خصوصاً حامیان دین حنیف کے ممدو معاون اور ملکی ترقیات کے بدخواہان کے مخالف اور حریف ہیں اور دشمن ہیں۔ نقیب اور نقیب الاشراف کے یہی معنی اور یہی مطلب ہے جو بیان ہوا۔

السید الشیخ المشائخ حضرت عبد الرزاق کی اولادِ پاک سے جو نقیب الاشراف ہو گزرے ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں

السید الشیخ عبد الرحمٰن مفیض اللہ۔ السید شائخ المشائخ کی اولاد سے ہیں نقیب الاشراف تھے۔ مسلمانوں کے سردار تھے۔ ۱۲۱۲ھ میں فوت ہوئے

السید الشیخ حضرت علی الکبیر۔ جناب عائلہ خاتون کے والد ہیں۔ نقیب الاشراف مسلمانوں کے سردار تھے۔

السید الشیخ حضرت عبد العزیز ابن السید الشیخ عبد القادر نقیب الاشراف ہوئے ہیں۔ ۱۲۳۲ھ میں فوت ہوئے۔

السید الشیخ حضرت محمود۔ ابن السید الشیخ حضرت ذکریا نقیب الاشراف مسلمانوں کے سردار تھے۔ ۱۲۵۰ھ میں فوت ہوئے۔

السید الشیخ المشائخ حضرت عبد العزیز القادری الگیلانی کی اولادِ پاک سے نقبا اور سجادہ نشینوں کے مختصر حالات۔

السید الشیخ حضرت زین الدینؒ۔ ابن السید الشیخ محمد اشرف الدین مسلمانوں کے

نقیب اور سرپرست ہوئے۔ درگاہ گیلانیہ اور اپنے جد امجد کے مدرسہ کے لئے اپنی
کل جائداد کو ۱۰ رجب ۹۷۵ھ میں وقف کر دیا۔ آپ ۹۸۱ھ میں وصال ہوئے۔
اور درگاہ گیلانیہ میں مدفون ہوئے۔

السید الشیخ المشائخ حضرت ولی الدینؒ ابن السید الشیخ زین الدین عالم فاضل
تھے ۱۰۳۲ھ میں بغداد شریف میں فوت ہوئے۔ اور درگاہ گیلانیہ میں مدفون ہوئے۔

السید الشیخ المشائخ نور الدین ابن شیخ المشائخ سید ولی الدین عابد زاہد قائم اللیل
صائم الدہر تھے۔ اپنے والد کی جامع مسجد کے امام تھے۔ ۱۰۷۵ھ میں فوت ہوئے۔

السید الشیخ المشائخ حضرت حسام الدینؒ ابن السید الشیخ المشائخ نور الدین
تقویٰ اور ورع میں مثال تھے۔ ۱۱۲۳ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

السید الشیخ المشائخ حضرت محمد درویشؒ بن شیخ المشائخ السید حسام الدین
پاکیزہ خیال زاہد و عابد تھے۔ ۱۱۷۵ھ میں فوت ہوئے۔

السید الشیخ المشائخ مصطفےٰؒ ابن الشیخ المشائخ زین الدین لوگوں کو خیر کی دعوت
دیتے تھے۔ ۱۲۰۱ھ میں فوت ہوئے

السید الشیخ المشائخ حضرت سلیمانؒ بن السید الشیخ المشائخ مصطفےٰ محدث اور
فقیہہ تھے۔ مسلمانوں کے سردار اوقاف قادریہ کے متولی تھے۔ محدث فقیہہ اور
ہر دل عزیز تھے۔ ۱۲۳۵ھ ہجری میں فوت ہوئے۔

السید الشیخ المشائخ حضرت علیؒ بن السید الشیخ المشائخ علی النقیب مسلمانانِ
عالم کے سردار اوقاف قادریہ کے متولی تھے۔ غازی سلطان عبد الحمید خان شہنشاہ
ترکی آپ کا مرید تھا۔ شہنشاہ مذکور کی جانب سے سب سے بڑا مرتبہ حاصل تھا۔ ایک حوض
اور ایک مسجد آپ نے بغداد کے محلہ السنک میں بنائی۔ اور ان دونوں کے اخراجات کے

لئے، رمضان المبارک ۱۳۱۲ھ میں کچھ جائداد وقف کی۔

السید الشیخ المشائخ حضرت عبد الرحمٰن المحض بن السید الشیخ المشائخ حضرت
السید علی نقیب السادات والاشراف مسلمانانِ عالم کے سردار متولی الاوقات قادریہ
ومبلغ الطریقۃ القادریہ العالیہ فی عالم الاسلامیہ اور حکومت عراق کے وزیر اعظم تھے۔
۱۳۴۰ھ میں خلیفۃ الاعظم حضرتنا ومولانا السید الشیخ المشائخ غوث پاک جناب عبد القادر
جیلانی قدس سرہٗ نے بجانبِ خواب بشارت میں خلعت خلافت عطا فرمائی جس کی
تصدیق اولیائے دہر جو اس مجلسِ باطنی میں موجود تھے نے فرمائی۔ سال ۱۹۱۹ء میں انگریزوں
اور پبلک نے حکومت عراق حضور کے پیش کی۔ مگر قبول نہ فرمائی۔ فرمایا کہ میں غیر
مذاہب نصرانی کا عطیہ ہرگز قبول نہیں کروں گا۔ البتہ پبلک کے اصرار اور آرزو
پر وزیر اعظم کا عہدہ اس بنا پر اور اس امید پر منظور کرتا ہوں کہ شاید میری
اندرونی کوششوں اور محنتوں سے غیر مسلم و غیر قوم نصرانیوں کی بنیادیں اس ملک سے
اکھیڑی جا سکیں۔ ان کے بے شمار بادشاہانِ اسلام اور نوابانِ ریاست ہائے شرق و غرب
مرید اور معتقد ہیں دیکھو انگریزی کتاب A dash of loyalties
Mesopotamia 1917 – 1920 By Sir Arnold
Wilson Page No, 336 to 340 Volum No 2
اور تاریخ الوزرات عراقیہ جزو اوّل مولفہ عبد الرزاق الحسنی۔ حضور کی کشش باطنی
کا یہ اثر تھا کہ چھوٹے سے لے کر بڑے سے بڑے طبقہ کے لوگ عزت و احترام کی نگاہ سے
دیکھتے تھے۔ اور دل و جان سے معتقد و قربان ہیں تھے۔ حضور کا دستِ مبارک خدمتِ
اسلام و کار خیر کے لئے ہر وقت کھلا اور مخلوق کے لئے کشادہ تھا۔ بڑے منبع پایہ کے عالم باعمل
شرع، زاہد متقی، مختار رسیدہ بزرگ تھے۔ عالم اسلام میں کروڑوں کی تعداد میں حضور کے

معتقد و مرید ہوئے ہیں۔

الشیخ المشائخ السید محمود حسام الدینؒ ابن السید الشیخ المشائخ حضرت عبدالرحمٰن نقیب الاشراف متولی الاوقاف تھے۔ آپ کو بھی پبلک اور انگریزوں نے حکومتِ عراق پیش کی مگر قبول نہ فرمائی سال کے بے شمار بادشاہ اسلام نوابین ریاست و دیگر ہر طبقہ کے افراد مرید ہیں۔ صاحبِ جذب و کشش ہیں متقی شب بیدار، عالم باعمل سخی اور غریب پرور تھے۔ انگریزی کتاب جس کا حوالہ پہلے گزر چکا ہے کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے والدِ محترم کے ہمراہ رہ کر تمام ملکی اور سیاسی مذاکرات میں حصہ لیتے تھے۔ اور ان کے بعد نقیب الاشراف و متولی اوقاف مقرر ہوئے۔ آپ ہمیشہ عامۃ المسلمین کی فلاح و بہبود کی طرف بہت توجہ دیتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ آپ محبوبِ خلائق تھے۔ اور چھوٹا بڑا آپ کا بے حد احترام کرتا تھا۔

السید ہاشم مسعودؒ ابن السید شیخ المشائخ عبدالرحمٰن نقیب الاشراف تھے۔ بڑے موحد، خداپرست، رحمدل بہ صفت موصوف تھے۔ ۱۹۳۶ء تا ۱۹۴۱ء نقیب رہے۔

السید رشید الگیلانی ابن سید عبدالوہاب، آپ متولی اوقاف نہایت باوقار اور سیاسی سوجھ بوجھ رکھنے والے ہیں۔ قومی فلاح کے سخت مخالف ہیں، ایک عرصہ تک وزارت عظمیٰ کے فرائض ادا کرتے رہے ہیں، حکومتِ عراق ان سے ہمیشہ اہم امور میں مشورہ لیتی رہتی ہے۔ چونکہ قومی ہمدردی کا جذبہ ان میں بہت زیادہ ہے لہٰذا پبلک آپ کی گرویدہ ہے۔ قطع نظر سیاسی شعور کے آپ متشرع، متقی اور بڑے پرہیزگار تھے۔

السید احمد عاصم۔ ابن السید الشیخ المشائخ عبدالرحمٰن النقیب ۱۹۴۱ء سے ۱۹۵۲ء تک نقیب الاشراف رہے۔ نقابت کی ذمہ داریوں کا آپ کو تفویض کر

دیا جانا۔ آپ کے زہد و اتقا کی بین دلیل ہے۔ آپ ایک عرصہ تک تبلیغ طریقہ قادریہ میں مصروف رہے اور آپ کا حلقہ مریدان کافی وسیع ہے۔ گورنر جنرل پاکستان غلام محمد خان کی دعوت پر آپ کچھ عرصہ پاکستان میں مہمان رہے۔

السید الشیخ ابراہیم سیف الدینؒ ابن السید مصطفٰے ابن السید الشیخ سلمان النقیب بغداد کے حالیہ نقیب الاشراف ہیں۔ آپ اپنے بزرگوں کی طرح زہد و تقوے میں مشہور ہیں۔ آپ نے طریقہ قادریہ کی نشر و اشاعت میں بہت کوشش کی ہے۔ چونکہ آپ کا قیام بمبئی میں ایک عرصہ تک رہا ہے۔ اس لئے ہندوستان میں عام طور پر اور بمبئی میں خاص طور پر بمبئی والے پیر ابراہیم کے نام سے بہت مشہور ہیں۔ آپ کا حلقہ مریدان لاکھوں کی تعداد میں ہے۔

اعیان قادریہ از اولاد السیدنا شیخ الجن والانس حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ

السیّد عبد السلام الگیلانی رحؔ ابن السید علی نقیب الاشراف آپ اپنے زمانہ کے سب بڑے صوفی موحد ہوئے ہیں۔ ممالک افغانستان اور ہندوستان میں آپ کا اکثر قیام رہا۔ صاحب کرامت تھے۔ اس وقت ایسے لوگ بلوچستان میں ملتے ہیں جنہوں نے آپ کا زمانہ دیکھا ہے۔ آپ نے ایک بھیڑ یا بکری رکھی ہوئی تھی۔ جو ایک جگہ بندھے ہوئے کھاتے پیتے تھے۔ طالبانِ حق اور علما کی بہت قدر و عزت کرتے تھے۔ فیوض باطنی کے عطا کرنے میں بہت سخی تھے۔ آپ کی شخصیت میں ایسا دبدبہ اور جلال تھا کہ کسی کو یارائے گفتگو نہیں ہوتا۔ افغانستان اور بلوچستان میں آپ محبوبِ خلائق تھے اور ہزاروں مرید آپ کے ان علاقوں میں ملتے تھے۔

نقیب زادہ السیّد پیر جمال الدین گیلانی ابن السید محمود حسام الدینؒ النقیب الاشراف۔ آپ اس وقت بمبئی میں موجود ہیں۔ آپ کے والد محترم السید محمود حسام الدین النقیب الاشراف کے بعد آپ کو نقیب الاشراف کی ذمہ داریوں کے سنبھالنے کی دعوت دی گئی لیکن آپ نے اس وجہ سے کہ آپ کی بینائی بہت کمزور ہے۔ اس ذمہداری کے سنبھالنے سے معذرت چاہی۔ آپ کی شادی بھی نواب آف چترال کے ہاں ہوئی ہے۔ آپ نے عمر کا کافی حصہ ہندوستان۔ افغانستان اور دیگر ممالکِ اسلامیہ میں طریقہ قادریہ کی تبلیغ میں گزارا ہے آپ صاحب کشف و کرامات ہیں۔ اور اس زمانہ کے بہت بڑے صوفی اور موحد ہیں۔ آپ کی مجلس میں بیٹھنے والوں کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ تسبیح و ذکر میں مشغول رہیں۔ بلا ضرورت گفت گو کی بھی اجازت

نہیں ہوتی اور وہ بھی نہایت آہستگی سے اور مختصر، یہ حقیقت ہے کہ آپ مجلس میں انوار کے ورود کے باعث طبیعت سوائے تسبیح اور ذکر کے کسی طرف راغب نہیں ہوئی۔

السیّد پیر سیّد حسن گیلانی ابن سید علی نقیب آف کابل۔ آپ افغانستان میں طریقہ قادریہ کے سربراہ تھے اور اپنے زمانہ کے مشہور و معروف درویش اور صاحب تصرف تھے۔ بچہ سقہ نے افغانستان میں جب اپنی حکومت قائم کر لی۔ تو اس حکومت کی باگ ڈور سنبھالنے کے لئے اس نے آپ سے التجا کی اور تخت و تاج پیش کیا مگر آپ نے قبول نہ فرمایا اور فرمایا کہ درویش کا بادشاہت سے کیا تعلق؟ ہم اپنی اقلیم کے خود بادشاہ ہوتے ہیں۔

ع بر سمیر یر دل شاہم شوکت گدا ایں است

السیّد محمد الگیلانی۔ ابن السیّد عبد اللہ ابن سید احمد ابن سید ذکریا۔ آپ پاکیزہ خصلت زاہد اپنے زمانے کے مشہور صوفی طریقہ قادریہ کے صاحب تقویٰ اور ورع تھے۔

السید ناصر الدین الگیلانی ابن سید صفاء الدین ابن عبد الرحمٰن النقیب آپ بڑے صاحب اثر اور قابل ہستی ہیں۔ خیر اور نیکی کے پھیلانے والے ہیں۔ طریقہ کی تبلیغ میں ہمیشہ مستعد رہتے ہیں۔

السیّد محمد صالح الگیلانی ابن سید حامد بن سید محمد صالح بن سید انیس بن سید مصطفیٰ آپ میں نیکی، زہد و تقوے اور قابلیت کے علاوہ سخاوت اور غریب پروری کا جذبہ ہے۔

السیّد شہاب الدین الگیلانی ابن سید عبد اللہ ابن سید علی النقیب

آپ نیک سیرت، پاکیزہ خصلت، نیک صالح طریقہ قادریہ کی تبلیغ میں پیش پیش اور حاجتمند اور محتاجوں کے بڑے خیرخواہ اور مدد کرنے والے تھے۔

السیّد عبدالقادر گیلانی ابن السید عبداللہ ابن سید علی النقیب آپ نیک سیرت، پاکیزہ خصلت، عبادت گزار ہیں۔ مسلمانانِ عالم کی بہتری اور بہبودی کی فکر میں رہتے ہیں۔ اس وقت حکومتِ عراق کی طرف سے پاکستان میں سفیر ہیں۔

نقیب زادہ السید عبدالرزاق ابن السیّد سلیمان النقیب، آپ عالم فاضل متقی اور پرہیزگار سخی اور صابر تھے۔ لوگوں میں درس و تدریس کے شوق کو بڑھانے اور اپنے طریقہ کی تبلیغ میں کافی حصہ لیا۔

السید احمد الگیلانی ابن سید رشید ابن سید عثمان الگیلانی۔ آپ نیک سیرت اور نیک خصلت ہیں۔ تقویٰ، پرہیزگاری اور سخاوت آپ کے کردار کی نمایاں خصوصیت ہے۔

السید نقیب زادہ پیر محمد طاہر علاؤالدین الگیلانی ابن سید محمود حسام الدین النقیب ایک اجنبی جب پہلی دفعہ آپ کا نیاز حاصل کرتا ہے تو آپ میں وہ خلق محمدی کی تمام شفقتیں اور جمال یوسفی کی تمام رعنائیاں پاکر اپنی ہستی، رتبہ، حیثیت، سب کچھ ہمہ تن فراموش کرکے آپ کے جمال دلپذیر میں محو ہو جاتا ہے۔ نیاز حاصل کرنے والا آپ کی محبت بھری باتوں اور دکھ درد کی پوچھ گچھ سے ایسے محسوس کرنے لگتا ہے کہ اس کو درد و غم کی گھڑیوں میں ہمت اور قوت دلانے والا اور مایوسی کی بجائے امید کی کرنیں بخشنے والا ندیم عظیم مل گیا ہے۔ چنانچہ جس کو بھی آپ سے شرفِ ملاقات حاصل ہے۔ وہی گردیدہ ہو کر رہ گیا ہے ؎

قدغن ہے کہ اس کوچہ میں آنے نہ پائے ؎ اگر آئے تو پھر جانے نہ پائے۔

آپ کے خلق عظیم کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ ہر ملنے والا یہی خیال کرتا ہے کہ آپ کی توجہات اور مہربانیاں اسی ہی کے ساتھ بیش از بیش ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ باطنی طور پر انسان اپنے اندر ایک حلاوت محسوس کرتا ہے اور اس کی طبیعت کا رجحان آپ سے ایک دو ملاقاتوں کے بعد خود بخود قیل و قال خلارسوں کی طرف ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ متوجہ ہو جاتا ہے نماز اور وظائف کی طرف۔ آپ کی زیارت غافل دلوں پر تازیانہ کا کام کرتی ہے ؎

روشن از عکس جمالش عالم امکانِ ما ؎ یک نگاہِ نازِ جاناں قیمت ایمان ما

آپ کی مجلس میں عام لوگوں کے لئے علما، سجادگان اور پیرانِ عظام کا بھی کبھی کبھی ورود ہوتا رہتا ہے۔ جو اپنی اپنی ظاہری اور باطنی مشکلات کا آپ سے تخلیہ میں حل ڈھونڈنے کے لئے مشورہ کرتے ہیں۔

آپ جواں سال ہیں۔ اسلامی اخوت اور مسلمانانِ عالم کی بہتری اور بہبودی کی تڑپ رکھتے ہیں۔ احیائے طریقہ قادریہ کی تبلیغ میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ مسکینوں اور ناداروں کے ملجا و ماویٰ ہیں۔ ان کا ہر طرح اور بروقت خیال رکھتے ہیں۔ سخاوت اور مہمانوں کی خاطر و مدارت میں اپنے جدا مجد کا نمونہ ہیں۔

خطاؤں اور عیبوں پر پردہ پوشی آپ کا شعار ہے اور اس کی بہت تلقین فرماتے ہیں۔ صدق مقال و اکل حلال پر بہت زور دیتے ہیں۔ متقی، پرہیزگار، عبادت گزار اور شب بیدار ہیں۔ شرع کی پابندی کا بہت لحاظ کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے طرزِ عمل پر آج تک کسی کو اعتراض کی گنجائش نہیں ہو سکی ہے۔ آپ کی تعلیم کی خصوصیت معرفتِ خداوندی اور سجادہ الحق کے گیلانی کمال محبتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور غوثِ پاک جدا مجد سے ہے۔ حاجت مندوں کے حاجت روا ہیں۔ سلام علیکم کہنے میں

فرماتے ہیں۔ مصافحہ کے ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ اگر دست بوسی سے خفا ہوتے ہیں۔ البتہ عہد کا خاص خیال رکھتے ہیں۔

آپ کے مریدان کا حلقہ ابھی سے اتنا وسیع ہے کہ اس میں ہر طبقہ اور ہر حیثیت کے لوگ موجود ہیں۔ یہ حلقہ اسلامی ممالک میں عام طور پر افریقہ اور لنکا اور پاکستان میں خاص طور پر پھیلا ہوا ہے۔ آپ کی ذاتِ گرامی سے طریقہ قادریہ میں دن بدن فروغ و عروج اور ترقی ہو رہی ہے۔ لبنان میں عیسائی مشنریوں کی جدوجہد کے خلاف آپ نے اس قدر کام کیا ہے کہ عیسائی مشنریاں آپ کے نام سے گھبراتی ہیں ؎

الہیٰ جنت اوبید آبادا ۔ ہمیشہ دین و دولت یار بادا

گل اقبال او دائم شگفتہ ۔ بچشم دشمنانش خار بادا

۱۵ اکتوبر ۱۹۵۶ء میں آپ کی اجازت سے کوئٹہ میں مریدانِ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے ادارہ بزم قادریہ کی بنیاد رکھی۔ جس کی غرض و غایت تبلیغ اسلام، اہلبیت حضور غوث الاعظم، محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اولیائے کرام اور شیدائیانِ اسلام کی محافل اذکار قائم کرنا، گیارھویں شریف دینا اور ختم غوثیہ کرنا۔ اور اہل سنت و الجماعت میں صحیح عقائد کی تبلیغ کرنا وغیرہ وغیرہ ہے جس کے صدر حاجی غلام نبی صاحب قریشی اور سیکرٹری منظور الحق صاحب منتخب ہوئے ہیں۔

بنائے خانقاہ قادریہ مورخین سے ایسے کم لوگ گزرے ہیں جو اس بات کو ثابت کر سکیں کہ ملک کے باہر خانقاہ قادریہ کی بنا سب سے پہلے کس نے اور کہاں ڈالی۔ مشہور ہے کہ سید ابراہیم ابن سید الشیخ

عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے واسطے سے مغرب کی بنیاد پڑی۔ سید ابراہیم الگیلانی القادری کا انتقال ۹۵۲ھ میں ہوا۔ حضرت شیخ المشائخ السید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے صاحبزادے الشیخ عبدالعزیز کے ذریعے سے نجال کے آس پاس جبال (ایک گاؤں ہے) میں بنیاد پڑی۔ غرناطہ (جس کا سقوط ۸۹۶ھ میں ہوا) اس کے سقوط سے پہلے اسپانیا میں یہ چیز قائم ہوئی۔ حضور غوث پاک کی اولاد حضرت شیخ ابراہیمؒ اور حضرت شیخ عبدالعزیزؒ مراکش کی طرف ہجرت فرما گئے۔ خلوت حضرت غوث سبحانی قدس سرہٗ کی ۱۶۲ھ میں دفارس میں قائم کی گئی اور وسط ایشیا میں خانقاہ خانیہ نوب خان کی طرف منسوب ہے۔ نوب خان کا انتقال ۱۱۳۳ھ میں ہوا۔ صالح بن مہدی ذکر کرتے ہیں کہ ۱۰۸۱ھ مسافر خانہ قادریہ ۱۲۶۱ھ ہجری تک مکہ مکرمہ میں بنے۔

طریقہ قادریہ یہ طریقہ قادریہ کتاب (قرآن مجید) اور سنت کے مطابق طریقہ شریعت سے وابستہ ہے۔ موسوعۃ الاسلامیہ جو کہ فرانسیسی زبان میں لکھی گئی ہے میں مذکور ہے کہ طریقہ قادریہ قوی اور مضبوط اثر رکھتا ہے یہ طریقہ قرآن مجید سے تعلق رکھتا ہے اور یہ کہ وہ طریقہ قادریہ کے نام سے موسوم ہے۔ اور دوسرے طریقوں سے امتیاز رکھتا ہے، قابل اعتماد ہے۔ اس کا نظم معتدل ہے۔ اس میں نرمی اور غور و فکر ہے۔ سب طریقوں سے زود اثر، افضل اور ممتاز ہے۔

جغرافیہ قادریہ یہ طریقہ قادریہ دنیا کے ہر ملک، ہر شہر ہر قریہ ہر دیہہ میں رائج اور مقبول ہے۔ خاص طور اسلامیہ حکومتوں میں

اور عام طور پر دیگر غیر اسلامی سلطنتوں میں اس طریقہ کے معتقد اور پیرو بکثرت آتے ہیں۔ قطع نظر مسلم حکومتوں سے غیر مسلم حکومت شاذ ہندوستان ہی کو لیا جائے۔ تو اس میں اس طریقہ کے علاوہ اور بھی کئی طریقوں کے بے شمار مرید ہیں۔ اور بڑی بڑی گدیاں بھی موجود ہیں۔ جیسا کہ خاندان چشتیہ، صابریہ، نقشبند، سہروردیہ، جلالیہ وغیرہ طریقوں کے پیرو اور سجادہ نشینوں کے ادارے موجود ہیں اور ان کے لا تعداد مرید ہیں۔ مگر طریقہ قادریہ کے مریدوں کی تعداد ان سب طریقوں کے مریدوں کی مجموعی تعداد سے زیادہ ہے۔ یہی نہیں، بلکہ مذکورہ الصدر خاندانوں کے جملہ مشائخ اور مریدان حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے دلدادہ معتقد پائے جاتے ہیں۔ براعظم افریقہ کے اندر چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، جلالیہ وغیرہ طریقوں کے مرید نہیں پائے جاتے۔ البتہ وہاں بدوی، شاذلی، جبرولیہ، تجانی اور سوتی وغیرہ طریقوں کے مرید بکثرت موجود ہیں۔ مگر وہاں بھی خاندان قادریہ کے مریدوں کی تعداد بیان کردہ طریقوں کے مریدوں کی تعداد سے متجاوز اور زائد ہے۔ اسی طرح ترکی کے علاقہ میں بدلی، شاذلی، چشتی، صابری، سہروردی، نقشبندی وغیرہ کسی طریقہ کے معتقد نہیں پائے جاتے۔ البتہ جلالی، رومی، مولویہ طریقہ کے مرید و معتقد بکثرت موجود ہیں۔ وہاں بھی شمار کے لحاظ سے خاندان قادریہ کی مریدوں کی تعداد ان سب کے مجموعہ سے زیادہ ہے۔ غرض کہ دنیا بھر کے کسی ملک میں جہاں جہاں مسلمان موجود ہیں۔ ان سب میں دیگر جملہ خاندان کے معتقدوں اور مریدوں کی تعداد خاندان قادریہ کے مریدوں کی تعداد سے کبھی

تجاوز نہیں کرتی۔ بلکہ اکثر ممالک ایسے ہیں جہاں صرف سلسلہ قادریہ ہی کے مرید پائے جاتے ہیں۔ المختصر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی روحانی طاقت اور صحیح طاقت مطابق سنت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یمن و برکت سے اس خاندان عالیہ قادریہ کے معتقدوں اور مریدوں کی تعداد ہر ملک میں بکثرت موجود ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ غیر مسلم مذاہب کے اکثر افراد حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے دل و جان سے عقیدت مند پائے جاتے ہیں اور ظاہر و باطن حضور اقدس کے حاجت روا اور مشکل کشا ہونے کا یقین کامل رکھتے ہوئے آڑے وقتوں میں طالب امداد ہوتے ہیں۔

بغداد العراق کی شہرت کی وجہ

بغداد شریف کے نام نامی سے دنیا میں ربع سکوں کے اندر ہر خورد و کلاں تعلیم یافتہ و غیر تعلیم یافتہ مرد ہو یا عورت بخوبی واقف ہیں۔ اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے بعد نہایت عزت و احترام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ صرف یہی کہ اس شہر میں حضور غوث پاک صمدانی محبوب سبحانی قطب ربانی السیدنا شیخ المشائخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز جیلان سے تشریف لا کر رونق افروز ہوئے۔ یہیں تعلیم حاصل کی، یہیں غوثی مرتبہ پایا۔ یہیں رشد و ہدایت سے مردہ دلوں کو زندہ کیا۔ یہاں علوم ظاہری و باطنی کی تعلیم کے لئے اور علم و حکمت کے مدرسے جاری کئے اور طریقہ قادری العلیہ کا اسی شہر کو منبع اور سرچشمہ بنا کر یہیں پردہ پوشی اختیار فرمائی۔ ان ہی وجوہات اس شہر کا نام "بغداد شریف یا بغداد الحبیب" قرار پایا۔

اسی مبارک ہستی کے قدم میمنت لزوم کی برکت اور بعدہٗ آپ کی اولاد

تعالیٰ تا ابد حضور غوث پاک کا یہ لنگر جاری رہے گا۔

آنحضور غوث پاک کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے آپ کی مسند درس و تدریس، وعظ و نصیحت، رشد و ہدایت پر تعین ہو کر جلوہ افروز ہوئے۔ اور اپنے والدِ محترم کے قدم بہ قدم علم دینیہ کے مدرس اور علوم باطنیہ کے پیشوائے کامل اور رہبرانِ اکمل مقرر ہوئے۔ ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:۔

السیدنا شیخ المشائخ حضرت عبدالعزیز متوفی ۶۰۳ھ ہجری

السیدنا شیخ المشائخ عبدالوہاب متوفی ۵۹۳ھ ہجری

السیدنا شیخ المشائخ عبدالرزاق متوفی ۶۰۳ھ ہجری

السیدنا شیخ المشائخ حضرت عبدالرزاق متوفی ۶۰۳ھ ہجری

السیدنا شیخ المشائخ حضرت ابراہیم متوفی ۵۹۰ھ ہجری رحم اللہ تعالیٰ

اس کے بعد سب نظم و نسق مدرسہ کا حضور غوث پاک کی اولاد الاولاد کے ہاتھ میں رہا۔ چنانچہ مدت مدید اور عرصہ بعید سے تمام انتظام سیدنا شیخ المشائخ حضرت عبدالعزیز سلمہ اللہ تعالیٰ کی اولادِ مطہرہ کے ید مبارک میں ہے۔

مسافر خانہ سیدنا شیخ الجن و الانس حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ

بغداد کی شہر پناہ کے نزدیک (باب الحلبہ طلسم) کے مشرقی جانب واقع ہے۔ حضرت غوث صمدانی محبوب ربانی سیدنا عبدالقادر جیلانی کی یہی عبادت گاہ تھی۔ سامعین و حاضرین کی کثرت اور مدرسہ کی عمارت کی تنگی کی وجہ سے اس مقام پر حضور وعظ فرماتے تھے۔ مقام شیخ عبدالقادر کے

نام سے یہ جگہ مشہور ہو گئی۔ جیسا تاریخ جہاں کشائی میں اس کا نام ہے۔ تھوڑا ہی عرصہ گزرا کہ اس کے نشانات مٹ گئے۔ اور کوئی علامت نہ رہی۔

حلبہ کے مقبروں کا حال

مشرقی بغداد کے باب الطلسم کے نزدیک یہ مقبرے ہیں۔ خلیفہ عباسی ناصر الدین نے ۶۱۶ھ میں از سرِ نو ان کی تعمیر کرائی۔ سیدنا شیخ المشائخ حضرت محمد و سیدنا شیخ المشائخ حضرت عبدالجبار و سیدنا شیخ المشائخ حضرت عبدالوہاب پسرانِ سید شیخ الجن والانس سلطان اولیا حضرت عبدالقادر جیلانی رحمہم اللہ تعالیٰ کے مزار مبارک اور دیگر اولاد پاک غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مرقد ہیں۔

ابن جبیر نے لکھا ہے کہ مشرقی بغداد میں چار دروازے ہیں۔ پہلا دروازہ باب السلطانی ہے۔ دوسرا دروازہ باب الظفریہ جس کو آج کل باب الوسطانی کہتے ہیں۔ پھر اسی کے پاس باب الطلسم ہے۔ اس کے بعد باب الحلبیہ ہے۔ اس زمانے میں اس باب الشرقی کہتے ہیں۔

۱۳۳۵ھ کو جب کہ عراق سے حکومت عثمانیہ کا زوال ہوا۔ اس وقت باب الطلسم منہدم ہو گیا تھا۔

جامع مسجد سیدنا غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ

یہ جامع مسجد باب الشیخ میں حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے نام منسوب ہے۔ یہ تمام مساجد بغداد سے بڑی ہے۔ اس کا ایک حصہ ایسا ہے۔ جہاں جاڑے کے موسم میں نماز پڑھی جاتی ہے۔ جگہ بہت وسیع ہے۔ بہت نمازی اس میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اس مسجد کا قبہ ہے جس کی وسعت بلندی اور کاریگری

اور صنعت معماری کو دیکھ کر دیکھنے والے حیرت و استعجاب میں پڑ جاتے ہیں۔
۹۴۱ھ میں سلطان سلیمان القانونی کے حکم سے سنان بادشاہ انجینیر نے اس کو بنایا تھا۔ اس کے جنوب میں روضہ مبارک غوث پاک رضی اللہ عنہ مشرق کی طرف اور بہت بڑے برآمدے مغرب اور شمال کی طرف دو بہت بڑے بڑے ستون سنگ مرمر کے ہیں۔

وسط فضا میں موسم گرما میں نماز پڑھنے کے لئے جگہ ہے۔ مسجد کی کرسی زمین سے بقدر ایک ہاتھ اونچی ہے۔ تین طرف کھڑکیاں ہیں۔ دو منزلہ ہے۔ نیچے کا حصہ فقراء اور غرباء کے ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ اوپر کا حصہ طلباء علم اور مدرسین کے لئے ہے۔ اس مسجد کے دو بڑے دروازے بالمقابل ہیں۔ ایک مغرب کی طرف دوسرا اس کے مقابل مشرق کی طرف اور ہر دروازہ کے اوپر مینار بھی ہیں اور وسط فضا ایک بلند گھڑی ہے۔

تاریخ عراق میں مذکور ہے کہ سلطان سلیمان قانونی ۹۴۱ھ میں اور سلطان مراد رابع نے ۱۰۴۸ھ میں اس مسجد کی مرمت کا ارادہ کیا اور سلطان سلیمان نے ایک ہزار دینار روضہ مبارک غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اس مسجد کی مرمت کے لئے عطا کیا۔

۱۲۳۳ھ میں سلطان غازی احمد خان ابن سلطان الغازی محمد خان کی طرف سے ثانیاً جدید تعمیر ہوئی۔ اور سلطان عبدالعزیز خان کے زمانہ میں پھر اس کی تعمیر سجادہ نشین قادریہ السید شیخ المشائخ علی نقیب الاشراف بن سیدنا شیخ المشائخ حضرات نقیب الاشراف نے ۱۳۸۹ھ میں کرائی۔ اس مسجد کی تعمیر ۱۳۸۱ھ میں شروع ہوئی۔ جس وقت بغداد کے خلیفہ سلطان عبدالعزیز خاں

بن سلطان محمود خان تھے۔ ۱۱۳۹ھ میں احمد شاہ والی بغداد نے اس جامع مسجد میں ایک چبوترہ تیار کرایا۔ ۱۲۳۱ھ میں سیدنا شیخ المشائخ حضرت محمود نقیب ابن سید ذکریا الگیلانی نے کچھ مرمت کرائی۔ ۱۲۸۲ھ میں سیدنا شیخ المشائخ حضرت علی النقیب نے اس مسجد کے بعض حصوں کی از سر نو تعمیر کرائی۔

۱۲۹۷ھ میں سیدنا شیخ المشائخ حضرت عبدالرحمٰن نقیب الاشراف نے مسجد کے مغربی دروازہ پر ایک مینار تعمیر کرایا اور اوقات نماز کے لئے گھڑی کا انتظام کرایا۔ محراب کی دیواروں پر قرآن مجید کی آیات نہایت خوشخط جلی قلم بخط عربی عبدالجبار کاتب کے قلم سے تحریر کی ہوئی ہے۔

تصانیف سیدنا حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ مندرجہ ذیل ہیں

نمبر شمار	نام کتب مقدسہ	کوائف
۱	غنیۃ الطالبین	۱۲۸۵ھ میں طبع ہوئی مصر میں
۲	الفتح الربانی	۱۲۸۱ھ میں طبع ہوئی مصر میں
۳	فتوح الغیب	" " " "
۴	حزب بشائر الخیرات	اسکندریہ (مصر) میں طبع ہوئی۔
۵	الوہاب الرحمانیہ والفتوحات الربانیہ بواقفیت المحکم	کشف الظنون حاجی نے ذکر کیا ہے جو خلیفہ تھے۔
۶	جلاءُ الخاطر	ایضاً
۷	سر الاسرار	علم تصوف کے بارہ میں ہے۔ مدینہ قادریہ

قلمی نسخہ موجود ہے۔

۸۔ رد الرافضیہ " " "
۹۔ تفسیر قرآن کریم (دو جلد) کتب خانہ رشید کرام طرابلس میں موجود ہے
۱۰۔ علم ریاضی کے متعلق ۶۳۲ھ میں لکھی مگر ناتمام ہے۔

سیدنا شیخ المشائخ محبوب سبحانی غوث صمدانی حضرت محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے مزار مبارک پر چادر (غلاف) چڑھانے کی رسم

حضور غوث پاک نے ۵۶۱ھ میں رحلت فرمائی۔ باب الازج جس کو باب الشیخ کے نام سے اب یاد کرتے ہیں کے مدرسہ میں مدفون ہوئے۔ آپ کے مرقد مبارک پر ایک قبہ بنایا گیا جو زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

سب سے پہلے مزار مبارک پر چادر چڑھانے کا خلیفہ عباسیہ المستنجد باللہ کو شرف حاصل ہوا لیکن ۵۶۶ھ میں خلیفہ عباسی مستضی باللہ نے نہ صرف آپکی علمی قدر و منزلت کے لحاظ سے بلکہ سلطان الاولیاء وارث الاولیاء محبوب سبحانی سید و شیخ المشائخ ہونے کی حیثیت سے مزار مقدس پر نہایت بیش بہا ریشمی چادر چڑھائی۔ ۵۷۳ھ میں عمار بن سلامۃ الجبلی نے مزار مبارک پر نہایت قیمتی ریشمی چادر چڑھائی۔ یہ بغداد کے بڑے مشہور و معروف تاجر تھے۔ ۶۰۳ھ میں شیخ عماد الدین والقاسم عبد اللہ بن دامغانی قاضی القضاۃ بغداد نے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مزار مقدس پر ایک چادر مرصع سبز رنگ ریشمی

آپ کے پوتے سید نصر بن سیدنا شیخ المشائخ حضرت عبد الرزاق کی موجودگی میں چڑھائی۔ ۶۶۰ھ میں امیر ابو الحسن علی بن خلیفہ ناصر الدین اللہ نے مزار مقدس پر مجمع کثیر کی موجودگی میں ریشمی چادر چڑھائی۔ اس محفل میں سیدنا شیخ عبد السلام (پوتا) آنحضور تشریف فرما تھے۔ ۶۹۵ھ میں شیخ عماد الدین، جمال الدین عبد الجبار بیری قاضی القضاۃ بغداد نے اپنے ہاتھ سے چادر مزار مقدس پر چڑھائی۔ ۱۰۴۰ھ میں سلطان مراد رابع نے مزار اقدس پر حریر کی چادر چڑھائی۔ ۱۲۳۳ھ میں سیدہ محترمہ حانکخاتون بنت السید المشائخ علی نقیب نے مزار مبارک پر قیمتی چادر چڑھائی۔ اس زمانہ میں اعلیٰ حضرت سیدنا شیخ المشائخ سلیمان نقیب الاشراف تھے۔ ۱۲۵۰ھ میں سلطان محمود خان عثمانی والی ترک نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار منور کی چادر مطہرہ کا ایک ٹکڑہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مزار مقدس پر رکھنے کی خاطر بغداد روانہ کیا جو یہیں مزار مقدس پر رکھا گیا۔

۱۳۰۲ھ میں ہندوستان کے علماء اور تجار نے ایک بیش قیمت مرصع چادر سبز ریشمی جس پر آیات قرآنی تار طلائی سے منقش تھیں۔ مزار مبارک پر چڑھانے کے لئے سیدنا شیخ المشائخ حضرت سلمان نقیب الاشراف کے حضور میں ارسال کی جو مجمع عام اور محفل عظیم میں یہ مزار مقدس پر چڑھائی گئی۔ ۱۳۳۰ھ میں ہندوستان سے پھر ایک ریشمی چادر سیدنا حضرت عبد الرحمٰن نقیب الاشراف کے عہد میں اور ۱۳۴۷ھ میں سیدنا شیخ المشائخ حضرت سید محمود حسام الدین نقیب الاشراف کے زمانہ میں ایک اور ریشمی چادر نہایت قیمتی علماء و صلحائے ہند کی طرف سے بھیجی گئی جو کہ مجمع کثیر و محفل خطیر کی موجودگی میں مزار مقدس پر چڑھائی گئیں۔ شیخ

عبدالقدیر بدایونی مفتی حیدرآباد دکن کا یہ معمول تھا۔ کہ ہر سال مزار مقدس پر نئی چادر چڑھانے کے لئے درگاہ عالیہ بغداد شریف خود حاضر ہوتے تھے نظام حیدرآباد ہر سال نئی مرصع چادر مزار مبارک پر چڑھانے کے لئے درگاہ عالیہ میں ارسال کرتے ہیں ۔ ۴ شوال المکرم ۱۳۷۳ھ کو ہندوستان کے سابق سفیر متعینہ طہران معہ اپنی بیوی کے نذر کی چادر چڑھانے کے لئے بغداد تشریف لائے جو مجمع عام میں بموجودگی نقیب الاشراف، داعیانِ مملکت و وزرائے سلطنت عراق و اعیان قادریہ مزار مقدس پر ۱۹۵۲ء میں چڑھائی گئی ۔ ہز ایکسی لینسی جناب غلام محمد خان گورنر جنرل پاکستان نے بدست عبدالحامد بدایونی معہ جمعیت علماء پاکستان قیمتی مرصع چادر ارسال کی ۔ ۱۹۵۶ء میں اسکندر مرزا صدر جمہوریہ پاکستان نے ایک چادر مرصع بنفس نفیس درگاہ عالیہ پر حاضر ہو کر بموجودگی وزرائے پاکستان و داعیانِ مملکتِ عراق و بحاضری معززین علاقہ و حضرت سیدنا شیخ ابراہیم سیف الدین نقیب موجودہ و السید محمد یوسف الگیلانی وزیر خارجہ بغداد اور السیدنا الشیخ نقیب زادہ سید محمد طاہر الدین و دیگر افراد و اعیان اپنے ہاتھ سے چڑھائی ۔

حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال سے لے کر آج تک بے شمار لاتعداد چادریں مزار اقدس پر چڑھائی جا چکی ہیں جو حاجت مندوں اور عقیدتمندوں نے چڑھائی ہیں ۔ چنانچہ ۱۰۵۰ چادریں اس وقت خزانہ درگاہ قادریہ مقدسہ میں جو نہایت بیش قیمت مرصع بہ نقش و نگار طلائی و مزین بہ جواہرات لامتناہی محفوظ پڑی ہیں اور بوجہ بوسیدگی یا حوادثِ زمانہ کے اثرات سے تلف ہوئیں ان کی تعداد بیرون از حد و حساب ہے ۔

علاوہ ازیں چند تبرکات ذیل قابلِ دید خزانہ درگاہ مقدسہ میں موجود و محفوظ ہیں

(۱) سلطان عبدالحمید والئے ترکستان کی والدہ محترمہ نے قرآن مجید جس کا ہر ورق نقش و نگار طلائی اور نقرئی سے مزین نہایت خوشخط معہ غلاف طلائی مرصع بجواہرات ۱۹۱۱ء میں تبرکاً پیش کیا ۔ قابل دید ہے ۔ زائرین زیارت تبرک سے مستفیض ہوتے ہیں ۔ ۱۹۵۶ء میں ایک قرآنِ شریف معہ صندوقچہ مرصع بجواہرات بیش بہا و مزین بہ رنگ ہائے دلکشا شاہِ افغانستان محمد ظاہر شاہ دام ملکہ بدست خان عبدالصمد خان سفیر افغانستان و سردار محمد قاسم خاں درگاہ مقدسہ بغداد شریف میں ارسال فرمایا ۔ قابلِ دید ہے ۔ زیارتِ مطہرہ سے زائرین مسرور اور مستفیض ہوتے ہیں ۔

۱۸۲۱ء میں ایک چادر مقدسہ منورہ مطہرہ حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتارا اور ایک بیش قیمت خلعت مرصع سلطان الوقت ترکی نے اپنے سفیر خاص کے ہاتھ ارسال کی جو بموجودگی شاہِ عراق و نجیب الاشراف داعیانِ مملکت و داعیان قادریہ مزار مقدس پر چڑھائی گئی ۔ اب خزانہ درگاہ قادریہ میں محفوظ ہے ۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شعر مبارک (بال) بھی خزانہ درگاہ قادریہ میں محفوظ ہے ۔ ہر سال آنحضور کے یوم میلاد ۱۲ ربیع الاول کو ناظرین و زائرین کو پیش کئے جاتے ہیں ۔ اور دوسرے تبرکات مذکورۃ الصدر بھی دکھائے جاتے ہیں ۔

تمت

صلوٰۃ و سلام بحضورِ رسالتمآب حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ و اصحابہٖ و ازواجہٖ و اتباعہٖ و بر جمیع بزرگان عظام سلسلہ قادریہ العلیہ سلمہ اللہ تعالےٰ اجمعین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سلام اے سید الکونین نورِ ذات ربانی   شفیع المذنبین و رحمۃ اللعالمین شانی
توئی نورِ مبین بر تو تحیات سلام اللہ   علی اصحاب آل پاک اہل البیت نورانی
سلام اے شاہ دین پرور علی ابن ابو طالب   توئی اسد اللہ الغالب شیر مردانِ یزدانی
صدائے بیکسی اے حیدر توئی مشکل کشائے ما   امیدم ہست یا مولا زہر آشوب برہانی
سلام اے سید الشہدا حسین ابن علی صابر   نبی سبط النبی فرزند زہرہ ماہِ تابانی
سلام اے دُرۃ السادات زین العابدین غمخم   بہر حالے بکن اللہ زہر دشمن نگہبانی
سلام اے حضرتِ باقر امام و پیشوائے ما   پناہم دہ زغیر حق بہ عشقش دہ فراوانی
سلام اے جعفر صادق نگاہ لطف بر بیکس   کہ راز دل تو میدانی و ہم توشتہ می خوانی
سلام اے موسیٰ کاظم امام عاشقان ہستی   ز بحر عشق یک قطرہ بدہ اے پیر پیرانی!
سلام اے سید موسیٰ رضا اے ساقی کوثر   ز خم سید الشہدا عطا کن آب حیوانی
سلام اے معروف کرخی ستر لم یزلی   دیا مم باغ غوثیت بخوشبوئے ریحانی
سلام آں سر سقطی را کہ حبت بر طریق آمد   مرا از بودہ راہ حق خصوصاً علم انسانی
سلام اے حضرت جنید ابو القاسم بہ بغداد   بہ لطف رحم یا قاسم جراحت نہ گردانی!

سلام اے ابوبکر شبلی غواص بحر احدیت   تو شہباز جبروتی شناور بحر عرفانی!
سلام اے شیخ ابو الفضل مقبول نبی اللہ   بمدح اولیاء اللہ عطا کن ید طولانی
سلام اے منبع التوحید ابو الفرح طرطوسی   چرا یک قطرہ از بحرے بہ کام خشک بخشانی
سلام اے مخزن الاسرار ابو الحسن ہنکاری   چہ مشکل گر تو بنشانی بر و رنگ سلیمانی!
سلام اے بو سعید الشیخ شمس العارفین ہستی   مبارک رنگِ محبوبی نہے شانِ خسروانی!
سلام اے شیخ عبد القادر المحبوب سبحانی   محی الدین جیلانی سراسر نور ایمانی!
مریدی لا تخف فرماں چو حرز جاں بجو دمام   چرا ترسم نہ بد خواہاں و مکر و شر شیطانی!
مددیا غوث صمدانی بدہ دیدار عاجز را   تمنائے ہمیں دارم یقیں دانم کہ میدانی
سلام اے وارث الانوار محی الدین جیلانی   شہ عبد العزیز الطہر عزیز رب صمدانی
سلامے بر شہ انور محمد التہاک عالی   کہ سلطی است در دولین تخت و تاج سلطانی
سلام اے شاہ شمس الدین پیر و رہبر و ہادی   امید از لطف تو دارم کہ تقدیرم بگردانی
سلام اے شاہ شرف الدین حبیب حسن طیبہا   چو من بیمار و مفلس را چرا بردہ تے خوانی
سلام اے شیخ زین الدین فدے حسن جمال تو   بدہ دیدارم اے مولیٰ چرا از در مرا رانی
سلام اے شاہ ولی الدین محبوب ولی اللہ   بچشم خاک و بیابان بہ از سرمہ صفاہانی
سلام اے شیخ نور الدین نور النور مرتضوی   چہ باشد گر بلطف و مرحمت تو بے بنفیشانی
سلام اے شیخ یحییٰ سید بید اللہ جی ہما   مرا واقف بکن اللہ تو از اسرار پنہانی
سلام اے شاہ ابی بکر معظم ہم مکرم تو   عطا کن از حسن زینہ خود مقدس جوہر ایمانی
سلام اے شاہ حسام الدین حبیب خاص محی الدین   دعا کن بحق ما محبوب رب سبحانی
سلام آں معدن الانوار درویش محمد را   وجودم کن تو مستغنی ز خواہش اے نفسانی

سلام اے رہبرِ کامل محمد نور دیں ثانی | ہمائے اوجِ لاہوتی و اسد اللہ نیستانی
سلام اے ساقیٔ کوثر شہ عبد الوہاب عالی | بدہ یک جرعہ اے باقی ز خُمِ پیرِ لاثانی
سلام اے شیخ اسمٰعیل نورِ ذاتِ قدوسی | مدد کن فی سبیل اللہ اے غوث و قطبِ ربانی
سلام اے شیخ بوبکر معظم رہبر کامل | بعہدے نہتی بر سر مرصع تاجِ شاہانی
سلام اے سید و سردار عبد القادر الثانی | معطر کن دماغِ ما ز خوشبوئے گلستانی
سلام اے شیخ علی القادری مشکل کشا ما | رہائی دہ ز رنج و غم نجاتے از پریشانی!
سلام اے عبدِ رحمٰن سیدی محبوب سبحانی | منور کن دلِ ما را لطف و فیضِ روحانی
سلام اے شاہ محمود حسام الدین پیر ما | بنگر این مسکیں حمائلِ ظلِ رحمانی
سلام اے سید طاہر علاؤالدین گیلانی | سلام اے ماہ کنعانی سلام اے راحتِ جانی
گدائے بینوا احمد عزیز احمد بدرگاہت | سپردم مایۂ خود را تو اے شاہ جیلانی

نوٹ:۔ سندِ مقام کے حوالے سے شجرہ ہذا حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے لے کر حضرت معروف کرخی تک اس طرح کہ نیچے لکھا گیا ہے۔ پڑھنا بھی درست ہے۔ یعنی ۵ تا ۱ نمبر اگر چھوڑ دیں تو ان کی بجائے یہ تین شعر حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کے بعد پڑھ کر حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہٗ سے شروع کریں۔

سلام اے بادہ نوشِ مصطفےٰ خواجہ حسن بصری | چہ باشد گر بیک نظرے گلِ مقصود بر سانی
سلام اے شاہ حبیب عجمی نہے قرب و وصال تو | کہ در چشم زدن طالب بر مطلوب بنشانی
سلام اے حضرتِ داؤد طائی شمس رخشندہ
بجن سر سبز صدفِ دل بہ یمنِ ابر نیستانی۔

خَاتِمَةُ الْكِتَاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الطَّاهِرِیْنَ وَعَلٰی اَهْلِ بَیْتِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہِ الْمُشْرِقِیْنَ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ وَعَلٰی اَوْلِیَائِہِ الْکَامِلِیْنَ خُصُوْصًا عَلَی الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ السَّیِّدِ الشَّیْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ مُحْیِ الدِّیْنِ وَعَلٰی طَالِبِیْہِ وَعَلٰی مُحِبِّیْہِ وَعَلٰی اَوْلَادِہِ الْمُکَرَّمِیْنَ وَعَلَیْنَا مَعَهُمْ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۰

امّا بعد یہ کتاب مستطاب مسمّٰی بہ محبوب سبحانی مشتمل بر سیرتِ طیبہ حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ جس کے جملہ مضامین روایاتِ صحیحہ و معتبر سے اخذ کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کی ترتیب کا مقصد محض اللہ تبارک تعالےٰ، رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کی رضا جوئی و خوشنودی ہے۔ اللہ کریم ان بزرگوں کے فیوض و برکات ہمارے شاملِ حال فرمائے آمین۔
